﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤتِيْهِ مَنْ يَّشَآء﴾ (آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد ۱۱ | جمعۃ المبارک ۳۱ ؍دسمبر ۲۰۰۴ء | ۱۸ ؍ذیقعدہ ۱۴۲۵ ہجری قمری ۳۱ ؍فتح ۱۳۸۳ ہجری شمسی | شمارہ ۵۳

جمعہ کا دن

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

جمعہ کے دن فرشتے خانۂ خدا کے ہر دروازے پر پہنچ جاتے ہیں اور پھر باری باری آنے والوں کے نام لکھنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور جب امام آ کر بیٹھ جاتا ہے تو وہ اپنے رجسٹر لپیٹ دیتے ہیں اور ذکر الٰہی سننا شروع کر دیتے ہیں۔ (صحیح بخاری کتاب الجمعة باب الاستماع)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

دعا مانگنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نماز اور عبادت کا ایک بار مزا چکھا دے

نماز کا مغز اور روح وہ دعا ہے جو ایک لذّت اور سرور اپنے اندر رکھتی ہے

’’پس میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدائے تعالیٰ سے نہایت سوز اور ایک جوش کے ساتھ یہ دعا مانگنی چاہئے کہ جس طرح اَور پھلوں اور اشیاء کی طرح طرح کی لذّتیں عطا کی ہیں نماز اور عبادت کا بھی ایک بار مزا چکھا دے۔ کھایا ہوا یاد رہتا ہے۔ دیکھو اگر کوئی شخص کسی خوبصورت کو ایک سرور کے ساتھ دیکھتا ہے تو وہ اُسے خوب یاد رہتا ہے اور پھر اگر کسی بدشکل اور مکروہ ہیئت کو دیکھتا ہے تو اس کی ساری حالت اس کے بالمقابل مجسّم ہو کر سامنے آ جاتی ہے۔ ہاں اگر کوئی تعلق نہ ہو تو کچھ یاد نہیں رہتا۔ اسی طرح بے نمازوں کے نزدیک نماز ایک تاوان ہے کہ ناحق صبح اُٹھ کر سردی میں وضو کر کے خوابِ راحت چھوڑ کر اور کئی قسم کی آسائشوں کو چھوڑ کر پڑھنی پڑتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اُسے بیزاری ہے۔ وہ اس کو سمجھ نہیں سکتا۔ اُس لذّت اور راحت سے جو نماز میں ہے اُس کو اطلاع نہیں ہے۔

پھر نماز میں لذّت کیونکر حاصل ہو۔ میں دیکھتا ہوں کہ ایک شرابی اور نشہ باز انسان کو جب سرور نہیں آتا تو وہ پے در پے پیتا جاتا ہے یہانتک کہ اس کو ایک قسم کا نشہ آ جاتا ہے۔ دانشمند اور زیرک انسان اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور وہ یہ کہ نماز پر دوام کرے اور پڑھتا جاوے یہانتک کہ اس کو سرور آ جاوے۔ اور جیسے شرابی کے ذہن میں ایک لذّت ہوتی ہے جس کا حاصل کرنا اس کا مقصود بالذات ہوتا ہے اسی طرح سے ذہن میں اور ساری طاقتوں کا رجحان نماز میں اسی سرور کو حاصل کرنا ہو اور پھر ایک خلوص اور جوش کے ساتھ کم از کم اس نشہ باز کے اضطراب اور قلق و کرب کی مانند ہی ایک دعا پیدا ہو کر وہ لذّت حاصل ہو تو میں کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ یقیناً یقیناً وہ لذّت حاصل ہو جائے گی۔ پھر نماز پڑھتے وقت ان مفاد کا حاصل کرنا بھی ملحوظ ہو جو اُس سے ہوتے ہیں اور احسان پیش نظر رہے۔ ﴿اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ﴾ (هود:115) نیکیاں بدیوں کو زائل کر دیتی ہیں۔ پس ان حسنات کو اور لذّات کو دل میں رکھ کر دعا کرے کہ وہ نماز جو صدیقوں اور محسنوں کی ہے وہ نصیب کرے۔

یہ جو فرمایا ہے کہ ﴿اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ﴾ یعنی نیکیاں یا نماز بدیوں کو دور کرتی ہے یا دوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ نماز فواحش اور برائیوں سے بچاتی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ باوجود نماز پڑھنے کے پھر بدیاں کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ نماز پڑھتے ہیں مگر نہ روح اور راستی کے ساتھ۔ وہ صرف رسم اور عادت کے طور پر ٹکریں مارتے ہیں۔ اُن کی روح مردہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام حسنات نہیں رکھا۔ اور یہاں جو حسنات کا لفظ رکھا اور اَلصَّلوٰۃ کا لفظ نہیں رکھا باوجودیکہ معنی وہی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تا نماز کی خوبی اور حُسن و جمال کی طرف اشارہ کرے کہ وہ نماز بدیوں کو دور کرتی ہے جو اپنے اندر ایک سچائی کی روح رکھتی ہے اور فیض کی تاثیر اس میں موجود ہے۔ وہ نماز یقیناً یقیناً برائیوں کو دور کر دیتی ہے۔ نماز نشست و برخاست کا نام نہیں۔ نماز کا مغز اور روح وہ دعا ہے جو ایک لذّت اور سرور اپنے اندر رکھتی ہے۔ ارکان نماز دراصل روحانی نشست و برخاست کے اظلال ہیں۔

انسان کو خدائے تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونا پڑتا ہے اور قیام بھی آداب خدمتگاران میں سے ہے۔ رکوع جو دوسرا حصہ ہے بتلاتا ہے کہ گویا طیاری ہے کہ وہ تعمیل حکم کے لئے کس قدر گردن جھکاتا ہے اور سجدہ کمال ادب اور کمال تذلّل اور نیستی کو جو عبادت کا مقصود ہے ظاہر کرتا ہے۔ یہ آداب اور طرق ہیں جو خدائے تعالیٰ نے بطور یادداشت کے مقرر کر دیئے ہیں اور جسم کو باطنی طریق سے حصہ دینے کی خاطر اُن کو مقرر کیا ہے۔ علاوہ ازیں باطنی طریق کے اثبات کی خاطر ایک ظاہری طریق بھی رکھ دیا ہے۔ اب ظاہری طریق میں (جو اندرونی اور باطنی طریق کا ایک عکس ہے) صرف نقّال کی طرح نقلیں اُتاری جائیں اور اُسے ایک بارگراں سمجھ کر اُتار پھینکنے کی کوشش کی جاوے تو تم ہی بتلاؤ اس میں کیا لذّت اور حظ آ سکتا ہے اور جب تک لذّت اور سرور نہ آئے اُس کی حقیقت کیونکر متحقق ہو گی اور یہ اس وقت ہو گا جبکہ روح بھی ہمہ نیستی اور تذلّل تام ہو کر آستانۂ الوہیت پر گرے اور جو زبان بولتی ہے روح بھی بولے۔ اس وقت ایک سرور اور نُور اور تسکین حاصل ہو جاتی ہے۔‘‘ (ملفوظات۔ جلد سوم صفحہ 29,28 جدید ایڈیشن)

فرمودات خلفاء

دعاؤں کی پرزور تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ مسلمان ممالک کے رہنماؤں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’صرف ایک راہ واپسی کی ہے کہ تقویٰ اختیار کریں۔ اپنے فیصلے خدا کو پیش نظر رکھ کر کریں۔ امت مسلمہ کا عمومی مفاد پیش نظر رکھیں اور اپنے ذاتی مفاد کو قربان کرنے پر تیار ہوں۔ اگر یہ ایسا کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ عالم اسلام کے لئے ایک نیا عظیم الشان دور رونما ہو گا۔ وہ بھی ایک نیا دور ہو گا جو پہلے جیسا نہیں ہو گا کیونکہ پہلے کی طرف تو اب کبھی واپس نہیں جا سکتے۔ مگر ایک ایسا دور ہو گا جو گزشتہ ادوار سے ہزاروں گنا بہتر ہو گا اور بہتر ہوتا چلا جائے گا۔ پس مَیں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے گا اور اگر امید نہیں تو دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو غیر معمولی طور پر عقل عطا فرمائے اور احمدیوں کو متوجہ کرتا ہوں کہ ہم بہت کمزور ہیں لیکن ہم دعا کر سکتے ہیں، دعا کرنا جانتے ہیں، دعاؤں کے پھل ہم نے کھائے ہوئے ہیں اور کھاتے ہیں۔ پس جب نمازوں میں ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ کی دعا کیا کریں تو خصوصیت کے ساتھ موجودہ حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے خدا تعالیٰ سے یہ عرض کیا کریں کہ مکے اور مدینے کی بستیوں کا تقدس تو عبادت سے وابستہ ہے اور ہمیشہ عبادت سے وابستہ رہے گا۔ یہ بستیاں اس لئے مقدس ہیں کہ ان بستیوں میں ابراہیم علیہ السلام اور محمد مصطفیٰ ﷺ نے عبادتیں کی ہیں۔ پس آج اس دنیا میں ان عبادتوں کو زندہ کرنے والے ہم تیرے عاجز غلام ہیں، اس شان کے ساتھ نہیں مگر جس حد تک توفیق پاتے ہیں ہم ان عبادتوں کو اسی طرح زندہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ پس اے ہمارے معبود! ہماری عبادتوں کو قبول فرما اور ہماری مدد فرما اور آج اگر تو نے عبادت کرنے والوں کی مدد نہ کی تو دنیا سے عبادت اٹھ جائے گی اور دنیا سے عبادت کا ذوق اٹھ جائے گا۔ پس تُو ہماری التجاؤں کو قبول فرما۔ ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ﴾ ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں۔ دنیا کی قوم کی طرف نہیں دیکھ رہے، تیری طرف دیکھ رہے ہیں۔ تیرے حضور جھک رہے ہیں تُو مدد فرما۔ اگر ہماری یہ دعا قبول ہو جائے اور اگر دل کی گہرائیوں سے اٹھے اور تمام دنیا سے احمدی یہ دعائیں کر رہے ہیں تو ہرگز بعید نہیں کہ یہ دعا قبول ہو جائے۔......آپ کی دعائیں ہیں......جن کا ہاتھ تقدیر الٰہی کے قدموں کو چھوتا ہے اور پھر تقدیر الٰہی آپ کی دعاؤں کے ساتھ ساتھ رنگ بدلتی چلی جاتی ہے۔ اب دنیا کو یہ بدلتے ہوئے رنگ دکھا دیں اور دنیا کو بتا دیں کہ خدا آپ کا ہے اور آپ جس کے ساتھ ہیں خدا اس کے ساتھ ہو گا‘‘۔

(خطبہ جمعہ۔11؍جنوری 1991ء۔ مسجد فضل لندن)

(بحوالہ خلیج کا بحران اور نظام جہان نو۔ صفحہ 160-161)

اداریہ

متکبّر کون ہے؟

انسان کو نیکیوں سے محروم کرنے، بدیوں پر دلیر کرنے اور خیر و برکت کے مواقع سے دور کرنے میں تکبر کا سب سے زیادہ دخل ہوتا ہے۔ یہ تکبر زیادہ مالدار ہونے کا ہوسکتا ہے، یہ تکبر زیادہ طاقتور ہونے کا ہوسکتا ہے، یہ تکبر زیادہ خوبصورت ہونے کا ہوسکتا ہے، یہ تکبر زیادہ عالم ہونے کا ہوسکتا ہے، یہ تکبر عالی نسب اور کسی مشہور خاندان سے ہونے کا ہوسکتا ہے۔ غرضیکہ تکبر کا شیطانی وسوسہ بے شمار ظاہر اور مخفی طریقوں سے انسان پر حملہ کر کے اسے اشرف المخلوقات اور احسن تقویم سے گرا کر اسفل السافلین میں شامل کر دیتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہمیشہ ہی بڑے غور سے، بڑی توجہ سے، بڑے فکر سے، بڑی رقّت و خشیت سے یہ محاسبہ جاری رہے کہ کسی قسم کا تکبر کا کوئی پہلو دیمک کی طرح ہماری نیکیوں کو برباد تو نہیں کر رہا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تکبر سے بچنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ قیامت کے دن شرک کے بعد تکبّر جیسی اور کوئی بلا نہیں۔ یہ ایک ایسی بلا ہے جو دونوں جہان میں انسان کو رسوا کرتی ہے۔ خدا تعالیٰ کا رحم ہر ایک موحّد کا تدارک کرتا ہے مگر متکبّر کا نہیں۔ شیطان بھی موحّد ہونے کا دم مارتا تھا مگر چونکہ اس کے سر میں تکبّر تھا اور آدم کو جو خدا تعالیٰ کی نظر میں پیارا تھا جب اُس نے توہین کی نظر سے دیکھا اور اُس کی نکتہ چینی کی اس لئے وہ مارا گیا اور طوق لعنت اس کی گردن میں ڈالا گیا۔ سو پہلا گناہ جس سے ایک شخص ہمیشہ کے لئے ہلاک ہوا تکبّر ہی تھا‘‘۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ 598)

’’مَیں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تکبّر سے بچو کیونکہ تکبّر ہمارے خداوند ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے۔ مگر تم شاید نہیں سمجھو گے کہ تکبّر کیا چیز ہے۔ پس مجھ سے سمجھ لو کہ مَیں خدا کی رُوح سے بولتا ہوں۔

ہر ایک شخص جو اپنے بھائی کو اس لئے حقیر جانتا ہے کہ وہ اس سے زیادہ عالم یا زیادہ عقلمند یا زیادہ ہنرمند ہے وہ متکبّر ہے۔ کیونکہ وہ خدا کو سرچشمہ عقل اور علم کا نہیں سمجھتا اور اپنے تئیں کچھ چیز قرار دیتا ہے۔ کیا خدا قادر نہیں کہ اس کو دیوانہ کر دے اور اس کے اس بھائی کو جس کو وہ چھوٹا سمجھتا ہے اس سے بہتر عقل اور علم اور ہنر دیدے۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنے کسی مال یا جاہ و حشمت کا تصور کر کے اپنے بھائی کو حقیر سمجھتا ہے وہ بھی متکبّر ہے کیونکہ وہ اس بات کو بھول گیا ہے کہ وہ جاہ و حشمت خدا نے ہی اس کو دی تھی۔ اور وہ اندھا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ وہ خدا قادر ہے کہ اُس پر ایک ایسی گردش نازل کرے کہ وہ ایک دم میں اَسْفَلُ السَّافِلِیْن میں جا پڑے اور اس کے اس بھائی کو جس کو وہ حقیر سمجھتا ہے اس سے بہتر مال و دولت عطا کر دے۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنی صحت بدنی پر غرور کرتا ہے یا اپنے حسن اور جمال اور قوت اور طاقت پر نازاں ہے اور اپنے بھائی کا ٹھٹھے اور استہزاء سے حقارت آمیز نام رکھتا ہے اور اس کے بدنی عیوب لوگوں کو سناتا ہے وہ بھی متکبّر ہے۔ اور وہ اس خدا سے بے خبر ہے کہ ایک دم میں اس پر ایسے بدنی عیوب نازل کرے کہ اس بھائی سے اس کو بدتر کر دے اور وہ جس کی تحقیر کی گئی ہے ایک مدت دراز تک اس کے قویٰ میں برکت دے کہ وہ کم نہ ہوں اور نہ باطل ہوں کیونکہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ایسا ہی وہ شخص بھی جو اپنی طاقتوں پر بھروسہ کر کے دعا مانگنے میں سُست ہے وہ بھی متکبّر ہے کیونکہ قوتوں اور قدرتوں کے سرچشمہ کو اس نے شناخت نہیں کیا اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھا ہے۔ سو تم اے عزیزو! ان تمام باتوں کو یاد رکھو۔ ایسا نہ ہو کہ تم کسی پہلو سے خدا تعالیٰ کی نظر میں متکبّر ٹھہر جاؤ اور تم کو خبر نہ ہو۔ ایک شخص جو اپنے ایک بھائی کے ایک غلط لفظ کی تکبّر کے ساتھ تصحیح کرتا ہے اس نے بھی تکبّر سے حصہ لیا ہے۔ ایک شخص جو اپنے بھائی کی بات کو تواضع سے سننا نہیں چاہتا اور منہ پھیر لیتا ہے اُس نے بھی تکبّر سے حصہ لیا ہے۔ اور وہ جو خدا کے ماموراور مرسل کی پورے طور پر اطاعت کرنا نہیں چاہتا اس نے بھی تکبّر سے ایک حصہ لیا ہے۔ اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اُس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ۔ اور تا تم اپنے اہل وعیال سمیت نجات پاؤ۔ خدا کی طرف جھکو اور جس قدر دنیا میں کسی سے محبت ممکن ہے تم اس سے کرو اور جس قدر دنیا میں کسی سے انسان ڈر سکتا ہے تم اپنے خدا سے ڈرو۔ پاک دل ہو جاؤ اور پاک ارادہ اور غریب اور مسکین اور بے شرر تا تم پر رحم ہو‘‘۔ (نزول المسیح۔ صفحہ 24-25)

’’میرا مسلک نہیں کہ مَیں ایسا تندخو اور بھیانک بن کر بیٹھوں کہ لوگ مجھ سے ایسے ڈریں جیسے درندہ سے ڈرتے ہیں۔ اور مَیں بُت بننے سے سخت نفرت رکھتا ہوں۔ مَیں تو بُت پرستی کے ردّ کرنے کو آیا ہوں نہ یہ کہ مَیں خود بُت بنوں اور لوگ میری پوجا کریں۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ مَیں اپنے نفس کو دوسروں پر ذرا ترجیح نہیں دیتا۔ میرے نزدیک متکبّر سے زیادہ کوئی بُت پرست اور خبیث نہیں۔ متکبّر کسی خدا کی پرستش نہیں کرتا بلکہ وہ اپنی پرستش کرتا ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 6-7)

’’یاد رہے کہ تکبّر کو جھوٹ لازم پڑا ہوا ہے بلکہ نہایت پلید جھوٹ وہ ہے جو تکبّر کے ساتھ مل کر ظاہر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ جلشانہ متکبّر کا سب سے پہلے سر توڑتا ہے‘‘۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ 599)

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کے تکبر سے محفوظ رکھے۔ (عبدالباسط شاہد)

❁❁ ❁ ❁❁

اے چاند!............

اے چاند !سوئے مدینہ سلام لیتا جا
فقیرِ راہ نشیں کا پیام لیتا جا

حروف گُنگ ہوئے ،آنکھیں مہرباں نہ ہوئیں
یہ چاہتیں کبھی مِنّت کشِ زباں نہ ہوئیں
نگہ خموش سے ہونٹوں کا کام لیتا جا

نیاز جس طرح تجھ کو دیار یثرب سے
مری جبیں کو ہے نسبت غُبارِ یثرب سے
بصد خلوص یہ نذرِ غلام لیتا جا

بہ تارِ اشک گریبان سی رہا ہوں مَیں
دیارِ شاہ کی حسرت میں جی رہا ہوں مَیں
حضورِ خواجۂ گیہاں سلام لیتا جا

مری شبوں کی تڑپ کے گواہ ۔ندیم میرے
حرائے دل کے ہیں کب سے وہیؐ حریم میرے
مری دعا میرے مولاؐ کے نام لیتا جا

جہانِ غم میں وفا کا سفیر ہوں کب سے
مَیں پَر بریدہ قفس میں اسیر ہوں کب سے
نوائے طائرِ محبوسِ دام لیتا جا

قتیلِ ہجر و محن ، کشتۂ اَلَم ساؔحر
وَلے ۔ رہے نہ کہیں تشنۂ کرم ساؔحر
حضورِ ساقیؐ کوثر سے جام لیتا جا

(ایچ۔ آر۔ ساحر۔ امریکہ)

غلام سے حسن سلوک

حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے زمانہ میں ایک روز ایک غلام کے ساتھ بازار گئے تا کہ کپڑا خرید کر اپنے اور غلام کے لئے ایک ایک جوڑا بنوالیں۔ کپڑے کی دکان پر پہنچ کر غلام سے کہا کہ میرے اور اپنے لئے کپڑا پسند کرلو۔ غلام نے اپنے لئے ادنیٰ اور امیر المومنین کے لئے عمدہ کپڑا خریدا۔ پھر درزی کی دکان پر آئے۔ حضرت علیؓ نے درزی سے فرمایا کہ ادنیٰ کپڑا میرے لئے اور عمدہ کپڑا غلام کے لئے کاٹ کر جوڑا تیار کر دے۔ غلام نے عرض کیا آپ امیر المومنین ہیں، اچھا لباس آپ کے لئے ہونا چاہئے۔ آپ نے فرمایا نہیں، تم جوان ہو اور مَیں بوڑھا، اس لئے اچھے لباس کے تم زیادہ حقدار ہو۔ چنانچہ اچھے لباس کا جوڑا غلام کے لئے تیار کرایا۔

پاسِ حقوق

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت عقیل آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی ناداری کا ذکر کیا۔ آپ نے انہیں صبر کی تلقین فرمائی اور فرمایا دوسرے مسلمانوں کے ساتھ مَیں تمہارا حصہ بھی نکال کر تمہیں دوں گا۔ حضرت عقیل نے (اشد ضرورت کے پیش نظر) اصرار کیا تو آپ نے ایک اور شخص سے جو وہاں موجود تھا فرمایا کہ اسے (عقیل کو) بازار لے جاؤ تا کہ مقفل دوکانوں کو توڑ کر ان میں سے مال نکال لے۔ (دوسرے لفظوں میں اس کا مطلب یہ تھا کہ آپ نے عقیل پر ناراضگی کا اظہار فرمایا)۔ حضرت عقیل نے عرض کیا اے امیر المومنین ! کیا چوری کروں؟ فرمایا کیا تم مجھ سے چوری نہیں کرانا چاہتے کہ دوسرے مسلمانوں کی عدم موجودگی میں مال مانگتے ہو۔ اگرچہ اس مال میں تمہارا حق بھی ہے مگر دوسروں کی اطلاع کے بغیر مال نکال کر تمہیں دے دینا ایک طرح کی چوری ہی ہے۔

(حضرت علی بن ابی طالب ۔مؤلفہ ارمان سرحدی صفحہ264-265 پبلشر شیخ غلام علی اینڈ سنز لمیٹڈ)

آج انصار اللہ کا یہ کام ہے کہ وہ اپنی عبادتوں کے بھی اعلیٰ معیار قائم کریں

اور حسن سلوک کے بھی اعلیٰ معیار قائم کریں

اپنے لئے ،اپنی اولادوں کے لئے ،اپنے معاشرہ کے لئے ،دکھی انسانیت کے لئے ،غلبۂ اسلام کے لئے ایک تڑپ سے دعا مانگیں ۔قرآن کریم کے پڑھنے پڑھانے کی طرف بھی توجہ کریں

نیشنل عاملہ سے لے کر نچلی سطح تک عاملہ کے تمام عہدیداران کو وصیت کے بابرکت نظام میں شامل ہونے کی تاکیدی نصیحت

(خطاب سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بر موقع سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ U.K.، 26 ستمبر 2004ء بمقام بیت الفتوح مورڈن)

تشہد ،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔

الحمدللہ کہ آج آپ کو اپنا بائیسواں سالانہ اجتماع بخیر وخوبی اختتام تک پہنچانے کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس دفعہ حاضری بھی پچھلے سال کی نسبت زیادہ بہتر ہے اور دوسرے پروگرام بھی ، تربیتی پروگرام بھی شامل کئے گئے۔ ذکرِ حبیب اور آنحضرت ﷺ کی سیرت پر تقاریر بھی ہوئیں۔ بہرحال وہ آپ لوگوں کے علم میں اضافے اور روحانیت میں ترقی کا باعث بنی ہونگی۔ اللہ تعالےٰ توفیق دے کہ ہر کوئی ان باتوں کو جو سنی گئی ہیں اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی کوشش کرے۔

اس مغربی معاشرے میں رہتے ہوئے، جہاں ہر قسم کی آزادی ہے، انصار اللہ کی ذمہ داری بہت بڑھ گئی ہے۔ جہاں آپ کو اپنے بچوں کی طرف ،اپنے گھروں کی طرف توجہ دینے کی بہت ضرورت ہے ، بیوی کی طرف بھی توجہ دینے کی بہت ضرورت ہے۔ بیوی سے اگر حسنِ سلوک ہوگا تو وہ یکسوئی سے آپ کے بچوں کی صحیح تربیت کی طرف توجہ کرے گی۔ ورنہ تو وہ بچوں کی تربیت کی بجائے گھر میں ہر وقت ان بچوں کے سامنے ایسے خاوند، ایسے باپ جو صحیح طرح اپنے بیوی بچوں کی طرف توجہ نہیں دیتے، ان کے رویّوں کا ذکر ہی ہوتا رہے گا، ان کی شکائتیں ہی ہوتی رہیں گی۔ بچے اور ماں ایک دوسرے سے اپنے باپوں کے بارے میں رونے ہی روتے رہیں گے۔ اور پھر ایسی صورت کا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ آپ کے بچے آپ سے پیچھے ہٹتے چلے جائیں گے۔ چالیس سال کی عمر کے انصار جو ہیں ان کے بچے ابھی چھوٹی عمر کے ہوتے ہیں، اس سے بڑی عمر کے انصار ہیں ان کے بچوں کی نوجوانی میں شادیاں ہوگئیں، ان کے آگے بچے ہیں، تو ہر عمر کے انصار کے گھر کا جو ماحول ہے، اس میں اگر اس کا روّیہ اپنے گھر والوں سے ٹھیک نہیں تو وہ بعض دفعہ ٹھوکر کا باعث بن سکتا ہے۔ اور پھر آپ سے جب پرے ہٹیں گے تو پھر دین سے بھی پرے ہٹتے چلے جائیں گے۔

اگر بچوں میں یہ احساس پیدا ہوگیا کہ ہمارا باپ یا ہمارا دادا یا ہمارا نانا دین کے بڑے خدمت گاروں میں شمار ہوتا ہے لیکن گھر کے اندر وہ اعلیٰ اخلاق جو ایک دیندار کے اندر ہونے چاہیں ان کا اظہار نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ کی عبادت کے جو نظارے ان بزرگوں میں نظر آنے چاہئیں وہ نظر نہیں آتے، تلاوتِ قرآن کریم کی طرف توجہ جس طرح ہونی چاہئے وہ توجہ نہیں ہوتی۔ پھر بچے یہ بھی سوچتے ہیں کہ ہماری ماں کے ساتھ جو حسنِ سلوک اس گھر میں ہونا چاہئے وہ نہیں ہوتا تو باہر جا کر جس دین کی خدمت کا ایسا شخص نعرہ لگاتا ہے بچے کے ذہن میں یہی رہے گا کہ وہ سب ڈھکوسلا ہے۔ تو پھر جیسا کہ میں نے کہا ایسے بچے دین سے بھی دُور ہو جاتے ہیں۔ اور معاشرے میں اس ماحول میں شیطان تو پہلے ہی اس تاک میں بیٹھا ہوا ہے کہ کب کوئی ایسی ذہنی کیفیت والا نظر آئے اور کب میں اس کو اپنے جال میں پھنساؤں۔ پھر ایسے بگڑتے ہوئے بچے جب شیطان اپنے جالوں میں ان کو پھنسا لیتا ہے تو بعض اوقات خدا کی ذات کے بھی انکاری ہو جاتے ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ کی ذات پہ بھی یقین نہیں ہوتا کیونکہ انہوں نے خدا کے نام پر اپنے باپوں کو اپنے بزرگوں کو دوہرے معیار قائم کرتے دیکھا ہوتا ہے، دوعملی کرتے ہوئے دیکھا ہوتا ہے۔ جب ان کے بچوں کے ذہن میں شیطان یہ بات ڈال دے کہ اگر خدا ہوتا تو تمہارا باپ جو یہ دوعملیاں کر رہا ہے اس کو پکڑ نہ لیتا۔ تو دیکھیں اس کے بڑے بھیانک نتائج سامنے آ سکتے ہیں اگر انسان سوچے تو خوفزدہ ہو جاتا ہے۔ اسلئے ہر احمدی کو اور خاص طور پر انصار اللہ کو جو عمر کے اس حصے میں ہیں جہاں اب صحت مزید کمزور ہونی ہے، قویٰ جو ہیں مزید کمزور ہونے ہیں اور کچھ ایسی عمر کو بھی ہیں، پتہ تو نہ جوان کا ہے نہ بچے کا، لیکن کسی وقت بھی خدا کی طرف سے بلاوا آ سکتا ہے۔ تو اگر ہم نے اب بھی اپنے رویّوں کو بدلنے کی کوشش نہ کی، اگر اب بھی ہم نے اپنے گھر کے رَاعِیْ بننے کا حق ادا نہ کیا، اگر اب بھی ہم نے ان کی نگرانی اور حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کی تو مرنے کے بعد خدا تعالیٰ کو کیا منہ دکھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور جب حاضر ہوں گے تو خدا تعالیٰ پوچھے گا نہیں کہ تم نے دعویٰ تو یہ کیا تھا کہ ﴿نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ﴾، ہم اللہ کے انصار ہیں۔ کیا اللہ کے انصار ایسے ہوتے ہیں۔ تم اللہ تعالیٰ کے کاموں میں مددگار بننے کی بجائے اپنی اولادوں کو بھی اللہ تعالےٰ سے دور ہٹانے والے بن رہے ہو۔ جب تمہارے اپنے گھروں میں تربیت کی طرف پوری توجہ نہیں بلکہ تمہارے نمونہ کی وجہ سے تمہاری اولادوں میں نمازوں کی عادت نہیں پڑی، تمہاری اولادوں میں قرآن کریم پڑھنے کی عادت نہیں پڑی، تمہاری اولادوں میں دین کی غیرت نہیں ابھری، ایسی غیرت کہ وہ نوجوانی میں بھی اپنی ذاتی اناؤں اور ذاتی خواہشات کو قربان کرنے والے ہوں۔ اگر تمہاری بیوی ،تمہاری بہو ،تمہارے حسن سلوک اور عبادت گزاری کی گواہی نہیں دیتیں تو صرف مختلف مواقع پر یہ اعلان کر دینا کہ ﴿نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ﴾ اس کا تو کوئی فائدہ نہیں ہے۔

اللہ کی مدد کیا ہے۔ آجکل یہ کیا طریقہ ہے جس سے ہم اللہ کی مدد کر سکتے ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ کی مدد گولے چلانا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کی مدد کے لئے توپوں اور بندوقوں سے جنگ کرنا ہے؟ نہیں، بلکہ آج انصار اللہ، اللہ کے مددگاروں کا یہ کام ہے کہ وہ اپنی عبادتوں کے بھی اعلیٰ معیار قائم کریں اور حسن سلوک کے بھی اعلیٰ معیار قائم کریں۔ ان کے گھروں سے ان کے ان اعلیٰ معیاروں کی خوشبوئیں اٹھتی ہوں، ان کے ماحول سے ان کے ان اعلیٰ معیاروں کی خوشبوئیں اٹھتی ہوں تبھی وہ پورے معاشرے میں اللہ کی مدد سے ان اعلیٰ معیاروں کی خوشبوئیں پھیلا سکتے ہیں۔ اللہ کو تو کسی بندے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تو ایک اعزاز ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بندوں کو دے رہا ہے کہ تم میری تعلیم پر عمل کرتے ہوئے اگر اس دنیا میں زندگی گزارو گے اور تم میری تعلیم کو دنیا میں پھیلاؤ گے تو اس طرح تم میرے دین کی مدد کر رہے ہوگے۔

اگر خاموشی سے بھی، زبان سے کچھ کہے بغیر بھی تمہارے عملی نمونہ سے کسی کی اصلاح ہوتی ہے اور اس وجہ سے دوسرے کے دل میں بھی اللہ تعالیٰ کے دین کی عظمت بڑھ رہی ہے تو یہ ایسے لوگ ہیں جو خاموشی سے بھی، کچھ کہے بغیر بھی انصار اللہ ہونے کا حق ادا کر رہے ہونگے۔ اللہ تو تمہیں محض اور محض اپنے فضل سے اپنے مددگاروں میں شمار کر رہا ہوگا کہ تم اس کے حکموں پر عمل کرنے والے ہو اور اس وجہ سے بعض سعید روحیں راہِ راست پر آ رہی ہیں، تمہارے نمونہ کو دیکھ کر سیدھے راستے پر آ رہی ہیں، ورنہ اللہ کو ہماری مدد کی کیا پرواہ ہے اور کیا ضرورت ہے۔ اس کو تو کوڑی کی بھی ضرورت نہیں ہماری ان مددوں کی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں اس زمانے میں بھی ہمارے پاس بے شمار مثالیں ہیں جن میں خدا تعالےٰ نے براہ راست خوابوں کے ذریعے سے لوگوں کو جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ بعض ایسی ٹھوکریں انکی اصلاح کا باعث بن گئیں جن کی وجہ سے وہ جماعت میں شامل ہو گئے۔ پھر اگر جماعت کی ضروریات کا دیکھا جائے تو ایسے ایسے رنگ میں مالی ضروریات بھی اللہ تعالےٰ نے پوری فرمائیں جب بھی ضرورت ہوئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی اور خلفاء کے زمانے میں بھی۔ اور ایسے لوگ جو اس طرح احمدی ہوئے وہ اپنے ایمانوں میں اکثر اوقات ان سے زیادہ مضبوط ہیں جتنا کہ پیدائشی احمدی ہیں۔ یہ واقعات اکثر و بیشتر اللہ تعالیٰ اس لئے دکھاتا ہے تا کہ ہمیں بتا سکے کہ تم یہ نہ سمجھو کہ جس مشن کو میں اپنے پیاروں کے ذریعے جاری کرتا ہوں اس کو پھیلانے کے لئے مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔ یہ تو میں اپنے بندوں پر خود بھی ظاہر کرسکتا ہوں۔ ان کو راہ راست پر لانے کے طریقے اور بھی ہیں۔ اور اسی لئے وقتاً فوقتاً نمونے دکھاتا بھی رہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تاکہ تم لوگ یہ نہ سمجھو کہ بندوں پر انحصار ہے اللہ تعالےٰ کے کاموں کا۔ تمہیں تو ثواب کا مستحق بنانے کے لئے، ان نیکیوں پر قائم رکھنے کے لئے، تمہیں اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کے لئے یہ موقع دیا ہے کہ اگر تم زمانے کے امام پر ایمان لائے ہو تو اس کے شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بنتے ہوئے اس کام میں میرے پیاروں کا ہاتھ بٹاؤ۔ جو تعلیم اس نے دی ہے اس پر عمل کرو اور اپنے نیک نمونے قائم کرو تا کہ تمہیں دنیا اور آخرت کے انعاموں کا وارث بنایا جائے۔ ورنہ خدا تعالیٰ نے جو وعدے اپنے پیاروں سے کئے ہوتے ہیں ان کی وجہ سے ان کو اس بات کی فکر نہیں ہوتی کہ اگر فلاں شخص نے میری مدد نہ کی تو غلبہ کس طرح ہوگا۔ یا اگر فلاں حکومت نے مخالفت کی تو میرے کام کیسے آگے بڑھیں گے، میری جماعت کس طرح پھیلے گی۔ اگر چند لوگ وعدہ کر کے بھول بھی جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کی مدد کے لئے اَور لوگ لے آتا ہے، اَور جماعت پیدا کر دیتا ہے۔ ظالم حکومتوں سے بھی خود نپٹ لیتا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی اللہ تعالیٰ نے یہ وعدے کئے ہوئے ہیں اور وقتاً فوقتاً اپنی اس قدرت کا اظہار بھی کرتا رہتا ہے اور تقریباً ہر احمدی جس کا جماعت کے نظام سے پختہ تعلق ہے اس کو اس کا تجربہ ہے۔ بہت سارے مواقع پر یہ اظہار ہوتے رہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً بتایا تھا کہ یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِنَ السَّمَآءِ کہ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم اپنی طرف سے الہام کریں گے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بات پر کامل یقین رکھتے تھے کہ اللہ تعالےٰ سچے وعدوں والا ہے۔ وہ ضرور بضرور اپنے وعدوں کے مطابق مددگار بھیجتا رہے گا، دین کے خادم بھیجتا رہے گا، دین کی نصرت کرنے والے بھیجتا رہے گا۔ اور آج سو سال سے زائد عرصہ گزرنے کے بعد بھی اللہ تعالےٰ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے اس وعدہ کو پورا فرما رہا ہے اور

آئندہ بھی فرمائے گا اور فرماتا چلا جائے گا۔ انشاء اللہ۔ لیکن ہمیں یہ دعا کرنی چاہئے اور اپنے عملوں کو درست کرتے ہوئے خدا سے یہ دعا مانگنی چاہئے کہ ہمارا بھی ان رِجَال میں شمار ہو جن کو خدا تعالیٰ قبول کرتے ہوئے مسیح موعود کے مددگاروں میں شامل کرے گا۔ ورنہ اگر ہمارے عمل اس قابل نہیں، ہماری عبادتیں سوز و گداز سے بھری ہوئی نہیں، ہم اللہ کی نظر میں مقبول نہیں تو لاکھ ہم ﴿نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہ﴾ کہتے رہیں اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اور دوسرے لوگ آ کر یہ مقام لے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ تو اس طرح قبول نہیں کرتا وہ تو یہی کہے گا کہ پہلے اپنی حالت درست کرو، اپنے اعمال درست کرو، انسانی حقوق ادا کرو، پھر میرے دین کے مددگار کہلا سکتے ہو۔

پس ہر ایک کو ہم میں سے اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا ﴿نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ﴾ کا نعرہ لگانے سے پہلے غور بھی کیا ہے کہ یہ کتنا گہرا اور وسیع نعرہ ہے۔ کیا کیا قربانیاں دینی پڑیں گی اس کے لئے اور قربانیاں ہیں کیا، جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کوئی جنگ، توپ، گولہ نہیں ہے، کسی گولے کے آگے کھڑا ہونا نہیں ہے، کسی توپ کے منہ کے سامنے کھڑے ہونا نہیں ہے، تیروں کی بوچھاڑ کے آگے کھڑے ہونا نہیں ہے۔ صحابہ کرام، جو آنحضرت ﷺ کے صحابہ تھے ان کی طرح گردنیں کٹوانا نہیں ہے۔ ہاں یہ قربانیاں بھی اللہ تعالیٰ کبھی کبھار اکّا دکّا لے لیتا ہے۔ نمونے قائم رکھنے کے لئے اس طرح کرتا ہے۔ لیکن قربانی جو اس زمانے میں کرنی ہے وہ یہ ہے کہ اپنی عبادتوں کے اعلیٰ معیار قائم کرنے ہیں۔ اپنے معاشرہ کے حقوق ادا کرنے ہیں۔ اپنے مالوں کی قربانیاں دینی ہیں۔

پس انصار اللہ کا فرض بنتا ہے اور میں بار بار کہتا ہوں کہ اپنی عبادتوں کو زندہ کریں، اپنے لئے، اپنی اولادوں کیلئے، اپنے معاشرہ کیلئے، دکھی انسانیت کیلئے، غلبۂ اسلام کیلئے ایک تڑپ سے دعا مانگیں۔ آخرت کی فکر اپنے دلوں میں پیدا کریں جب آخرت کی فکر زیادہ ہوگی تو معاشرہ کے حقوق ادا کرنے کی طرف بھی توجہ زیادہ ہوگی، قرآن کریم کے پڑھنے، پڑھانے کی طرف بھی توجہ کریں۔ اس بارہ میں انصار اللہ نے پروگرام بھی بنا لیا ہے اور میرا خطبہ بھی سن لیا ہے۔ قربانی کرتے ہوئے ہر ایک کا حق ادا کریں، اس کا حق اس کو دینے کی کوشش کریں۔ دوسروں کی برائیوں پر نظر رکھنے کی بجائے اپنی برائیوں کو دیکھیں تو پھر اصلاح بھی ہوگی اور اصلاح کی طرف توجہ بھی پیدا ہوگی۔ پھر مالی قربانیوں کی طرف توجہ کریں، اپنے عہدوں کو پورا کریں۔ آپ نے عہد کیا ہے کہ احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت کیلئے قربانی کرتا رہوں گا۔ یہ جو ابھی عہد دہرایا ہے، پس اس بارہ میں سوچیں، غور کریں کہ کہاں تک اس عہد کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہاں تک اپنے آپ کو اس کے لئے تیار کیا ہے۔

مَیں نے جلسہ کی تقریر کے دوران آخری دنوں میں انصار اللہ کے ذمّہ بھی یہ لگایا تھا کہ وہ نظامِ وصیت میں شامل ہونے کی طرف توجہ دیں، اس بارے میں بھی کوشش کریں۔ ایک بہت بڑی تعداد ہے جو صفِ دوم کے انصار پر مشتمل ہے۔ یاد رکھیں کہ آپ کی تلقین بھی تبھی کامیاب ہوگی، تبھی کارآمد ہوگی جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس نظام میں بھی شامل ہوں گے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس میں شامل ہونے والوں کے لئے بہت دعائیں کی ہوئی ہیں۔ اور جس کو یہ دعائیں لگ جائیں اس کی دنیا بھی سنور جائے گی اور اس کی آخرت بھی سنور جائے گی۔ پس اس طرف بھی توجہ کریں۔ اور سب سے پہلے میں یہاں کہوں گا کہ تمام عہدیداران جو ہیں ان کو اس نظام میں شامل ہونا چاہئے، نیشنل عاملہ سے لیکر نچلی سے نچلی سطح تک جو بھی عاملہ ہے اس کے لیول تک۔ ہر عاملہ کا ممبر اس نظام میں شامل ہو، تبھی وہ تلقین کرنے کے قابل بھی ہوگا۔

پس یہ طریق ہیں نصرت کے وعدے کو پورا کرنے کے، یہ طریق ہیں اپنے وعدے کو سچا کرنے کے اور یہ طریق ہیں اللہ تعالیٰ کی برکات اس کے نتیجے میں حاصل کرنے کے۔ اللہ تعالیٰ کے دین نے تو انشاء اللہ تعالیٰ غالب آنا ہے اور یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے جیسے اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی الہاماً فرمایا تھا اور اتفاق یہ ہے کہ آج سے سو سال پہلے کا یہ الہام ہے۔ دو، تین اکتوبر کا کہ قَدْ جَآءَ الدِّیْنُ مِنَ النُّصْرَۃِ ثُمَّ سَیَعُوْدُ مِنَ النُّصْرَۃِ (تذکرہ، صفحہ ۵۲۰، مطبوعہ ۱۹۶۹ء، ربوہ) کہ دین پہلے بھی نصرت ہی سے غالب آیا تھا اب بھی دوبارہ وہ نصرت ہی کے ذریعہ سے غالب آئے گا۔ پس جہاں یہ الہام ہمیں یہ تسلی دے رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں احمدیت کو بھی غلبہ عطا کروں گا اسی طرح جیسے پہلے اسلام کو غلبہ عطا ہوا تھا۔ کہیں کوئی کم عقل یہ نہ سمجھ لے کہ شائد میری کسی کوشش کی وجہ سے یا میرے کسی کام کی وجہ سے یا میرے کسی کارنامے کی وجہ سے، میری کسی قربانی کی وجہ سے غلبہ عطا ہو رہا ہے یا جماعت میں ترقی ہو رہی ہے۔ اس بارہ میں اور بھی بہت سارے الہامات ہیں نصرت کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کے۔ تو جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہمیں اللہ تعالیٰ نے انصار بنا کر برکتیں سمیٹنے کا موقع دیا ہے۔ پس ان برکتوں کو اگر جاری رکھنا ہے، اپنی نسلوں کی اصلاح کی خواہش اگر آپ کو ہے اور تمنا ہے، تو عملی نمونے قائم کرنے ہونگے۔ گھروں میں بھی، ماحول میں بھی، معاشرہ میں بھی۔ عبادتوں کے بھی عملی نمونے، اعلیٰ اخلاق کے بھی عملی نمونے اور قربانی کے معیار کے بھی نمونے قائم کرنے ہوں گے۔

پس یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان ہے، جیسا کہ میں نے کہا، کہ ہمیں انصار اللہ بنا کر اس ثواب کا مستحق بنا رہا ہے۔ ہمیں ان ترقیات میں ہماری حقیر سی کوششوں کو قبول فرماتے ہوئے شامل فرما رہا ہے جو جماعت کے لئے اس نے مقدر کی ہوئی ہیں۔ جس کا اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ کیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب انصار کو حقیقی معنوں میں انصار اللہ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور خدا کرے کہ یہ غلبہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں۔ ہمارے اعمال کی کمزوریاں کہیں ہمیں ان نظاروں کے دیکھنے سے، جس کے خدا تعالیٰ نے اپنے مسیح سے وعدے کئے ہیں۔ محروم نہ کردیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”دنیا جائے گزشتنی و گزاشتنی ہے اور جب انسان ایک ضروری وقت میں ایک نیک کام کے بجالانے میں پوری کوشش نہیں کرتا تو پھر وہ گیا ہوا وقت ہاتھ نہیں آتا“۔

پھر آپؑ نے فرمایا کہ:

”یہ مت خیال کرو کہ مال تمہاری کوششوں سے آتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ اور یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصہ مال کا دے کر یا کسی اور رنگ سے کوئی خدمت بجا لا کر خدا تعالیٰ اور اس کے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو بلکہ یہ اس کا احسان ہے کہ تمہیں اس خدمت کیلئے بلاتا ہے۔ اور میں سچ کہتا ہوں کہ اگر تم سب کے سب مجھے چھوڑ دو اور خدمت اور امداد سے پہلو تہی کرو تو وہ ایک قوم پیدا کردے گا کہ اس کی خدمت بجا لائے گی۔ تم یقیناً سمجھو کہ یہ کام آسمان سے ہے۔ تمہاری خدمت صرف تمہاری بھلائی کے لئے ہے۔ پس ایسا نہ ہو کہ تم دل میں تکبر کرو اور یا یہ خیال کرو کہ ہم خدمتِ مالی یا کسی قسم کی خدمت کرتے ہیں۔ میں بار بار تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تمہاری خدمتوں کا ذرا محتاج نہیں، ہاں تم پر یہ اس کا فضل ہے کہ تم کو خدمت کا موقع دیتا ہے......“۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ”تمہیں معلوم نہیں کہ اس وقت رحمتِ الٰہی اس دین کی تائید میں جوش میں ہے اور اس کے فرشتے دلوں پر نازل ہو رہے ہیں۔ ہر ایک عقل اور فہم کی بات جو تمہارے دل میں ہے وہ تمہاری طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہے۔ آسمان سے عجیب سلسلۂ انوار جاری اور نازل ہو رہا ہے۔ پس میں بار بار کہتا ہوں کہ خدمت میں جان توڑ کر کوشش کرو مگر دل میں مت لاؤ کہ ہم نے کچھ کیا ہے۔ اگر تم ایسا کرو گے (یعنی دل میں اگر لاؤ گے) ہلاک ہو جاؤ گے۔“

(تبلیغ رسالت۔ جلد دہم۔ صفحہ ۵۴ تا ۵۶)

اللہ کرے کہ ہم حقیقی معنوں میں انصار اللہ بھی ہوں اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توقعات پر پورا اترنے والے ہوں اور ان تمام دعاؤں کے وارث ہوں جو آپ نے اپنی جماعت کے نیک لوگوں کیلئے کی ہیں۔ اللہ توفیق دے۔

❁❁❁❁❁

سب کچھ تیری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے

Nayaab Travel Fernreisen

احمدی احباب کے لئے ڈسلڈ ورف میں دنیا بھر کے خوشگوار سفر اور کم قیمت ٹکٹوں کے لئے ایک ہی نام۔ نایاب ٹریول۔

مزید معلومات اور فوری بکنگ کے لئے بی۔ بیگ سے رابطہ کریں

Tel: 00 49 - 211 - 2205611 Fax: 00 49 - 211 - 220 5613

e-mail: nayaab@web.de

Pionier Str. 15 40215 - Dusseldorf (Germany)

منتخب اشعار

جام پہ جام دئے جاتی ہے وہ نرگسِ مست
آج عالم میں کوئی مجھ سا قدح خوار نہیں
کچھ دنوں اپنی طبیعت پہ مجھے ضبط رہا
وہ سمجھتے رہے اس کو کوئی آزار نہیں

دل کو آ جائے اگر آپ کی آمد کا یقیں
اپنے غم خانے کا ہر گوشہ سجانے لگ جائیں

وہ پاس ہیں یہ تصور میں آ نہیں سکتا
وہ دُور ہوں تو تصور میں آنے لگتے ہیں
خیالوں میں بسا لیتے ہیں ارمانوں کی اک دنیا
ذرا وہ مسکراتے ہیں تو ہم کیا کیا سمجھتے ہیں

چین پا سکتا نہیں تُو چھین کر اَوروں کا چین
کس طرح کاٹے گا آخر تو نے جو بویا نہیں
چاہنے والوں کو ملتا ہے وہ یارِ دِل نواز
کیسے مل جائے وہ تجھ کو جس کا تُو جویا نہیں

وہ رگِ جاں سے بھی نزدیک ہے ازرُوئے یقیں
کاش توفیق ملے میں رگِ جاں تک دیکھوں
ذوقِ نظّارہ کو بیدار تو کر لوں پہلے
یہ جہاں چیز ہے کیا باغِ جناں تک دیکھوں

غم کے شعلے مری ہستی کو تپا دیتے ہیں
قدر و قیمت مرے اشکوں کی بڑھا دیتے ہیں
جذبۂ غیظ کو ہم دل سے مٹا دیتے ہیں
گالیاں کھا کے بھی دشمن کو دعا دیتے ہیں

آنکھوں میں لئے اشکِ ندامت کی قنادیل
اپنی شبِ عصیاں کی سحر ڈھونڈ رہا ہوں

ان کے گیسُو نہ فقط شانہ و سر سے گزرے
جوش میں آئے یہ ظالم تو کمر سے گزرے
قدِ موزوں کی قسم ہے وہ جدھر سے گزرے
ہے یہ لازم کہ قیامت بھی اُدھر سے گزرے
ہم نے ہر راہ میں آنکھوں کو بچھا رکھا ہے
نہیں معلوم کہ وہ شوخ کدھر سے گزرے

اسے کیوں وفا کہیں ہم، نہ ہو جس میں استقامت
وہ نماز ہی نہیں ہے، جو سلام تک نہ پہنچے

مخمور نظر سے تری مخمور ہے عالَم
رِندوں کو ہو کیا فکر اگر جام نہیں ہے
آغاز محبت کے یہ پُرکیف مراحل
اس وقت نظر میں کوئی انجام نہیں ہے
مخمور کئے دیتی ہیں خوابیدہ نگاہیں
صد شکر کہ گردش میں ابھی جام نہیں ہے

(ماخوذ از کتاب ”شکست یاس“
از سلیم شاہجہانپوری)

❁❁❁❁❁

خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق حسنہ کی تکمیل کے لئے مبعوث فرمائے گئے تھے۔
آپ کی امت میں داخل ہونے کا دعویٰ کرنے والے ہر شخص کا فرض بنتا ہے کہ آپؐ کے اخلاق حسنہ کو اختیار کرکے آپؐ کی بعثت کے مقصد کو پورا کرے۔
اور آج یہ فرض سب سے بڑھ کر جماعت احمدیہ کے ہر فرد پر عائد ہوتا ہے۔

(احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اور عملی نمونہ کے حوالہ سے معاشرہ کے کمزور اور بے سہارا افراد اور ماتحت ملازموں اور خادموں سے حسن سلوک کرنے کی تاکیدی نصائح)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 17/دسمبر 2004ء بمطابق 17/فتح 1383 ھجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -
الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلک يوم الدين - إياک نعبد و إياک نستعين -
اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوااللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَاللّٰهَ كَثِيْرًا﴾ (سورۃ الاحزاب: 22)

اس آیت کا ترجمہ ہے، یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے۔ ہر اس شخص کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کسی پوچھنے والے کو جواب دیا کہ تم جو آنحضرت ﷺ کے اخلاق عالیہ کے بارے مجھ سے پوچھ رہے ہو، کیا قرآن کریم میں نہیں پڑھا اس زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے خدا کی گواہی کافی نہیں ہے ﴿وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ﴾ کہ اے رسول! تو یقیناً اخلاق کے اعلیٰ ترین مقام پر ہے۔ تو نمونے تو وہی بنا کرتے ہیں جو کسی چیز کے اعلیٰ مقام پر ہوں۔ جنہوں نے اعلیٰ ترین معیار قائم کئے ہوں۔ دنیا میں تو کسی ایک یا دو باتوں یا چیزوں میں کوئی اچھا معیار حاصل کر لے تو اس کی مثال دی جاتی ہے اور وہ معیار بھی ایسے نہیں ہوتے جس کو کہہ سکیں کہ اس کی انتہا ہوگئی ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بارے میں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ نبی ہر معاملے میں اعلیٰ نمونہ ہے۔ چاہے وہ گھریلو معاملات ہوں یا قومی اور ملی معاملات ہوں یا اعلیٰ روحانی معاملات ہوں، اللہ تعالیٰ کے قرب پانے کی باتیں ہوں۔ یہی ایک نمونہ ہے جو تمہارے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ اس لئے ہر وہ شخص جس کو اللہ کی ذات پر یقین ہے، اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ آخرت کا ایک دن مقرر ہے جہاں اس کا حساب کتاب ہوگا اور اس کی تیاری کے لئے وہ کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے، اس کی عبادت کرتا ہے تو اس کو پھر ان راستوں پر چلنا ہوگا جن پر آنحضرت ﷺ نے ہمیں چل کر دکھایا ہے۔ تبھی اللہ تمہاری ان دعاؤں اور اس کا قرب پانے کی امیدوں پر بھی نظر کرے گا۔ اس لئے ان راستوں کو بھی تلاش کرو۔ ان کی تلاش میں رہا کرو کہ وہ کون کون سے راستے ہیں جن پر اللہ کا یہ پیارا نبی چلا کرتا تھا۔ آنحضرت ﷺ کا جو بلند مقام ہے، جو اعلیٰ نمونے آپ نے قائم کئے ہیں ان کو تو کبھی بھی مکمل طور پر بیان نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن ان نمونوں پر چلنے کی کچھ مثالیں عموماً پیش کی جاتی ہیں۔ ان میں سے چند مثالیں اس وقت میں لوں گا۔ لیکن ان مثالوں میں بھی صرف ایک خُلق کے بارے میں مَیں اس وقت بیان کروں گا کہ کمزوروں اور بے سہاروں سے آپؐ کا کیسا سلوک ہوا کرتا تھا۔ لیکن جو باتیں، جیسا کہ میں نے کہا ہے، روایات کے ذریعہ سے ہم تک پہنچی ہیں شاید اصل کا کروڑواں حصہ بھی نہ ہوں۔ لیکن بہرحال چند روایات مَیں پیش کرتا ہوں۔ لیکن اس سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس پیش کروں گا۔ کیونکہ آپ ہی ہیں جنہوں نے سب سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو پہچانا ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ: ”وہ انسان جس نے اپنی ذات سے، اپنی صفات سے، اپنے افعال سے، اپنے اعمال سے اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پُرزور دریا سے کمال تام کا نمونہ عِلْمًا وَ عَمَلًا، صِدْقًا وَ ثَبَاتًا دکھلایا اور انسان کامل کہلایا.......... وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء، امام الاصفیاء، ختم المرسلین، فخر النبیّین جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا! اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداءِ دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو“۔ (اتمام الحجة، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 308)

تو دیکھیں یہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام۔ کس خوبصورتی سے اپنے آقا کی خوبیاں بیان فرمائی ہیں۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی کہتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو نہیں پہچانا تو اس کو سوائے عقل کا اندھا ہونے کے اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اور عین اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق فرمایا کہ صفات کے لحاظ سے بھی اور قول اور فعل اور عمل اور سب طاقتوں کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ ہی ہے جس کی پیروی کرنا ہمارے لئے ضروری ہے۔ اور وہی اعلیٰ معیار ہیں جن سے بڑھ کر کوئی اور معیار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا بھی انسانی طاقت کے لحاظ سے اگر کسی انسان سے اعلیٰ ترین اظہار ہو سکتا ہے، تو وہ بھی صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے یعنی اسے اپنی صفات کا مظہر بنایا ہے۔ اور اس میں یہ اہلیت اور استعداد رکھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو ظلی طور پر اپنا سکے۔ تو جیسا کہ مَیں نے کہا، سب سے اعلیٰ معیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ یہ اہلیت اور استعداد سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں رکھی ہے۔ اور اگر کوئی انسان اللہ تعالیٰ کی ان صفات کا کامل نمونہ دکھا سکتا ہے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔

اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں کہ اخلاق حسنہ کی تکمیل کے لئے مجھے مبعوث کیا گیا ہے۔ یعنی مَیں اچھے اور اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔ تو تکمیل وہی کرتا ہے جو خود ان صفات اور اخلاق میں مکمل ہو۔ پس اس کامل انسان کی امت میں داخل ہونے کا دعویٰ کرنے والے ہر شخص کا یہ فرض بنتا ہے کہ ان اخلاق کو اختیار کر کے آپؐ کی بعثت کے مقصد کو پورا کرے۔ اور آج یہ فرض سب سے بڑھ کر جماعت احمدیہ کے ہر فرد پر عائد ہوتا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خُلق جو کمزوروں اور مسکینوں کے بارے میں ہے، اس میں سے چند روایات پیش کروں گا۔ وہ یہ ہیں جن سے آپ کے دل میں اس مجبور اور کمزور طبقے کی محبت کے جذبات کی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔

حضرت عبداللہؓ بن ابی اوفٰی بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں تکبّر نام کو بھی نہ تھا۔ نہ آپؐ ناک چڑھاتے تھے۔ نہ اس بات سے برا مناتے اور بچتے کہ آپ بیواؤں اور مسکینوں کے ساتھ چلیں اور ان کے کام آئیں اور ان کی مدد کریں۔ (مقدمہ سنن الدارمی۔ باب فی تواضع رسول اللہ ﷺ) یعنی بے سہارا عورتوں اور مسکینوں اور غریبوں کی مدد کے لئے ہر وقت کمربستہ رہتے اور اس میں خوشی محسوس کرتے۔

اور یہ صرف ابتدائی زمانے کی بات نہیں ہے بلکہ جب فتوحات پر فتوحات ہو رہی تھیں تب بھی آپؐ کے اخلاق کے یہی اعلیٰ نمونے تھے۔ یہی طریق تھے۔

پھر عاجزوں اور مسکینوں کا آپؐ کی نظر میں کیا مقام تھا۔ اس بارے میں حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی کہ: ’’اے اللہ! مجھے حالت مسکینی میں زندہ رکھ اور مسکینی کی حالت میں موت دے۔ اور مجھے قیامت کے روز زُمرۂ مساکین میں اٹھا۔ اس پر حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ کیوں یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ مساکین اغنیاء سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے‘‘۔ یعنی ان میں تکبر اور غرور اتنا نہیں ہوتا۔ عاجزی اور انکساری ہوتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ ان کے درجات بڑھاتا ہے۔ ’’اے عائشہ! کسی مسکین کو نہ دھتکارنا خواہ تجھے کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ دینا پڑے۔ اے عائشہ! مساکین کو اپنا محبوب رکھنا اور انہیں اپنے قرب سے نوازنا۔ خدا تعالیٰ کے قیامت کے دن تجھے اپنے قرب سے نوازے گا۔

(ترمذی کتاب الزھد باب ما جاء ان فقراء المھاجرین یدخلون الجنۃ قبل اغنیائھم)

تو دیکھیں معاشرے کے بظاہر کمزور طبقے کے لئے کس قدر محبت اور درد کے جذبات ہیں۔ لیکن یہ دعا کے الفاظ کہہ کر دنیا کی نظر میں اس کمزور طبقے کو کتنا اونچا مقام دلوا دیا ہے۔ پھر دیکھیں یہ صرف دعا یا اپنے گھر والوں کو نصیحت ہی نہیں تھی بلکہ اس پر عمل بھی کر کے دکھایا۔ اور صحابہ کو یہ عمل، یہ نمونے نظر بھی آتے تھے۔

حضرت عبداللہؓ بن ابی اوفیٰ ہی بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکبر نہ کرتے اور بیوگان اور مساکین کے ساتھ چلنے میں اور ان کے کام کرنے میں عار محسوس نہ کرتے۔ تو یہ جو چیزیں تھیں، جو باتیں تھیں، یہ نظر بھی آیا کرتی تھیں اور پھر انہیں عملی نمونوں کا اثر تھا کہ صحابہ بھی پھر ان پر چلنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔

پھر ملازموں سے شفقت ہے۔ خادموں سے شفقت ہے جو ایک اور مجبور طبقہ ہے۔ اس بارے میں حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ مَیں بچہ تھا اور دس سال تک مجھے حضورؐ کی خدمت کا موقعہ ملا۔ اور مَیں اس طرح کام نہیں کیا کرتا تھا جس طرح حضورؐ کی خواہش ہوتی تھی اکثر یہ ہوتا تھا۔ لیکن آپؐ نے کبھی مجھے آج تک کام کے بارے میں کچھ نہیں کہا، اُف تک نہیں کہی۔ یا یہ کبھی نہیں کہا کہ تم نے یہ کیوں کیا ہے یا تم نے یہ کیوں نہیں کیا یا اس طرح کیوں نہیں کیا۔ کبھی آپؐ نے کچھ نہیں کہا۔

(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی الحلم واخلاق النبی)

حضرت انسؓ ہی ایک اور روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے اچھے اخلاق کے مالک تھے۔ ایک بار آپؐ نے مجھے کسی کام کے لئے بھیجا۔ میں نے کہا میں نہیں جاؤں گا۔ لیکن میرے دل میں تھا کہ کرلوں گا کام، ابھی کر کے آتا ہوں کیونکہ حضورؐ کا حکم ہے۔ بہرحال کہتے ہیں کہ مَیں چل پڑا، بچہ تھا تو بازار میں بچوں کے پاس سے گزرا۔ بچے کھیل رہے تھے میں کھڑا ہو گیا اور ان کو دیکھنے لگ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پیچھے سے میری گردن پکڑ لی، گردن پر ہاتھ رکھا۔ مَیں نے مڑ کر آپؐ کی طرف دیکھا تو آپؐ ہنس رہے تھے۔ فرمایا: اُنَیس! (مذاق میں کہا) جس کام کی طرف مَیں نے تجھے بھیجا تھا وہاں گئے؟ مَیں نے عرض کی اے اللہ کے رسول! ابھی جاتا ہوں۔ انس کہتے ہیں کہ خدا کی قسم میں نے نَو سال تک حضورؐ کی خدمت کی ہے۔ مجھے علم نہیں کہ آپؐ نے کبھی فرمایا ہو کہ تو نے یہ کام کیوں کیا ہے یا کوئی کام نہ کیا تو آپؐ نے فرمایا ہو کہ کیوں نہیں کیا۔

(مسلم کتاب الفضائل باب کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احسن الناس خلقاً)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خادموں اور ملازموں سے جو حسن سلوک کیا اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’اللہ تعالیٰ بہت رحیم و کریم ہے۔ وہ ہر طرح انسان کی پرورش فرماتا ہے اور اس پر رحم کرتا ہے۔ اور اسی رحم کی وجہ سے وہ اپنے ماموروں اور مُرسلوں کو بھیجتا ہے تا وہ اہل دنیا کو گناہ آلود زندگی سے نجات دیں‘‘۔

پھر فرماتے ہیں: ’’مومن کی یہ شرط ہے کہ اس میں تکبر نہ ہو بلکہ انکسار، عاجزی، فروتنی اس میں پائی جائے اور یہ خدا تعالیٰ کے ماموروں کا خاصّہ ہوتا ہے۔ ان میں حد درجہ کی فروتنی اور انکسار ہوتا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ وصف تھا۔ آپؐ کے ایک خادم سے پوچھا گیا کہ تیرے ساتھ آپؐ کا کیا معاملہ ہے۔ اس نے کہا کہ سچ تو یہ ہے کہ مجھ سے زیادہ میری خدمت کرتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

فرمایا کہ: ’’یہ ہے نمونہ اعلیٰ اخلاق اور فروتنی کا۔ اور یہ بات بھی سچ ہے کہ زیادہ تر عزیزوں میں خدام ہوتے ہیں جو ہر وقت گرد و پیش رہتے ہیں اس لئے اگر کسی کے انکسار و فروتنی اور تحمل و برداشت کا نمونہ دیکھنا ہو تو ان سے معلوم ہو سکتا ہے‘‘۔ فرمایا کہ آج کل کیا ہوتا ہے۔ ’’بعض مرد یا عورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ خدمتگار سے ذرا کوئی کام بگڑا۔ مثلاً چائے میں نقص ہوا تو جھٹ گالیاں دینی شروع کر دیں یا تازیانہ لے کر مارنا شروع کر دیا‘‘۔ یعنی کوئی چیز دے کے مارنا شروع کر دیا۔ ’’ذرا شوربے میں نمک زیادہ ہو گیا بس بیچارے خدمتگاروں کی آفت آئی‘‘۔ (ملفوظات جلد نمبر 4 صفحہ 437-438 جدید ایڈیشن)۔

اگر کبھی کسی غریب یا خادم پر ظلم ہوتا آپؐ دیکھ لیتے تو آپؐ کا دل تڑپ جایا کرتا تھا۔ اس زمانے میں تو غلام خریدے جاتے تھے اور مالکانہ حقوق اور مالکیت اس کی ہوتی تھی۔ اور اس کی ذات پر مکمل حق اور تصرف سمجھا جاتا تھا۔ اور رواج کے مطابق جو چاہے سلوک بھی کر لو اس کو بُرا بھی نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اور اسلام سے پہلے تو غلاموں کو انتہائی ظالمانہ طریقے سے رکھا جاتا تھا۔ بلکہ بعض دفعہ تو جانوروں سے بھی زیادہ بدتر سلوک کیا جاتا تھا۔ غلاموں کو بھی بحیثیت انسان جو شرف اور مقام دلوایا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی دلوایا ہے۔

اس بارے میں ایک روایت آتی ہے۔ ابو مسعودؓ انصاری کہتے ہیں کہ میں اپنے ایک غلام کو مار رہا تھا۔ (کسی بات پہ کوئی غلطی کی ہوگی۔) مَیں نے اپنے پیچھے سے آنے والی ایک آواز سنی جو یہ تھی کہ ابن مسعود جان لو کہ اللہ تعالیٰ تم پر اس سے زیادہ قدرت رکھتا ہے جتنی تم اس غلام پر رکھتے ہو۔ مَیں نے مڑ کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ یہ فرمانے والے رسول اللہ ﷺ تھے۔ چنانچہ میں نے کہا یا رسول اللہ! مَیں اسے اللہ کی خاطر آزاد کرتا ہوں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم اسے آزاد نہ کرتے تو تمہیں دوزخ کا عذاب پہنچتا۔ (مسلم کتاب الایمان باب صحبۃ الممالیک وکفارۃ مَنْ لَطَمَ عَبْدَہ)

تو دیکھیں ایک غلام کو مار کھاتا دیکھ کر آپؐ کا دل کس طرح تڑپا ہے۔ آپؐ نے یہ نہیں کہا کہ دیکھوں کہ اس غلام کا قصور کیا ہے جس کو مار پڑ رہی ہے۔ مار جائز پڑ رہی ہے یا ناجائز پڑ رہی ہے۔ بلکہ غلام کو مار کھاتا دیکھ کر آپ برداشت نہ کر سکے۔ صحابہ بھی آپ کے مزاج کو سمجھتے تھے اس لئے ابو مسعودؓ نے فوراً کہا کہ مَیں اس کو آزاد کرتا ہوں۔ سمجھ گئے کہ اللہ اور اس کے رسول کی ناراضگی سے بچنے کا یہی ایک ذریعہ ہے کہ اس غلام کو آزاد کر دیا جائے۔ تو اس طرح آپؐ غلاموں سے سلوک کرتے اور ان کو آزادی دلواتے تھے۔ ان کا شرف قائم کرتے تھے، ان کی عزت نفس قائم کرتے تھے۔

پھر غیروں کے بچوں سے آپؐ کا حسن سلوک ہے۔ عام طور پر اپنے بچوں کو تو آدمی پیار کر ہی لیتا ہے لیکن دوسروں کے بچوں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ لیکن آپؐ تو قوم کے ہر بچے کو اپنا بچہ سمجھتے تھے۔

جابرؓ بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی پھر آپؐ اپنے گھر والوں کی طرف چل پڑے۔ میں بھی آپؐ کے ہمراہ ہو لیا۔ پس آپؐ کا استقبال بچوں نے کیا۔ چنانچہ آپ ان بچوں میں سے ہر ایک کے کلّوں پر باری باری پیار کرنے لگے۔ جابرؓ بن سمرہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کلوں پر بھی شفقت سے ہاتھ پھیرا۔ میں نے آپؐ کے ہاتھوں کی ٹھنڈک اور خوشبو اس طرح محسوس کی جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں کو عطار کے عطردان سے نکالا ہو۔ (مسلم کتاب الفضائل باب طیب رائحۃ النبیؐ صفحہ 51)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ اسامہ بن زید دروازے سے ٹکرا گئے جس کی وجہ سے ان کی پیشانی پہ زخم آ گیا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ اس کا زخم صاف کر کے اس کی تکلیف دور کرو۔ چنانچہ میں نے اس کا زخم صاف کیا اور حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بہلاتے ہوئے شفقت اور محبت کا اظہار فرماتے رہے۔ اور فرمایا کہ اگر اسامہ لڑکی ہوتا تو میں اسے عمدہ عمدہ کپڑے پہناتا اور اسے زیور پہناتا یہاں تک کہ میں اس پر مال کثیر خرچ کرتا۔ (مسند احمد بن حنبل باقی مسند الانصار حدیث سید عائشہ رضی اللہ عنہا صفحہ 53)۔ تو اس کو بہلاتے رہے اور اس کی دلجوئی فرماتے رہے۔ آپؐ نے یہ نہیں دیکھا کہ یہ غلام زادہ ہے۔ غلام کا بیٹا ہے یا کسی امیر آدمی کا بچہ ہے بلکہ غریبوں سے زیادہ بڑھ کر حسن سلوک اور پیار کا سلوک فرمایا کرتے تھے۔

پھر حضرت اسامہ بن زیدؓ سے ہی ایک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پکڑ کر اپنے ایک زانو پر بٹھا لیتے اور دوسرے پر حسنؓ کو۔ یعنی جب بیٹھے ہوتے تو ران پہ ایک طرف حضرت حسن

M. S. DOUBLE GLAZINGLTD
Supplier & Installers
UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries
For Friendly Quote Please Contact : Muhammad Sajid Qamar
Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685
Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee
احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

کو بٹھا لیتے اور دوسرے پر مجھے پھر ہم دونوں کو اپنے سینے سے چمٹا لیتے اور فرماتے: "اَللّٰھُمَّ ارْحَمْھُمَا فَاِنِّیْ اَرْحَمُھُمَا" اے اللہ ان دونوں پر رحم فرمانا۔ میں ان دونوں سے شفقت رکھتا ہوں۔ (بخاری کتاب الادب باب وضع الصبی علی الفخذ) اپنے لاڈلے نواسے اور اسامہ میں کوئی تخصیص نہیں کی۔ یہ نہیں دیکھا کہ یہ غلام کا بیٹا ہے۔ ایک غریب آدمی کے بچے کو بھی وہی مقام دیا جو اپنے نواسے کو۔ پھر دونوں کے لئے دعا بھی ایک طرح کے جذبات کے ساتھ کی۔ ظاہری طور پر ایک طرح کا سلوک بعض لوگ کر لیتے ہیں لیکن اگر دعا میں فرق بھی ہو جائے تو کوئی اعتراض کی گنجائش نہیں ہوتی۔ لیکن آپؐ تو اسوہ کامل تھے اور جو اسوہ کامل ہو، وہی اتنی گہرائی میں جا کر دوسروں کا خیال رکھ سکتا ہے کہ دعا تک میں فرق نہیں کرتا۔

پھر دیکھیں کہ دیہات سے آنے والے غریب اور معمولی شکل وصورت کے شخص کے ساتھ آپؐ کا کتنا پیار اور محبت اور اس کی عزت نفس رکھنے کا سلوک تھا۔ ایک روایت میں آتا ہے حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ زاھر نامی ایک بدوی شخص جو دیہات میں رہنے والا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیہات کے تحفے پیش کیا کرتا تھا۔ جب وہ واپس جانے کا ارادہ کرتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسے تحائف دیا کرتے تھے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا زاھر ہمارا بدوی دوست ہے اور ہم اس کے شہری دوست ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت کیا کرتے تھے حالانکہ وہ بظاہر معمولی شکل کا تھا۔ کہتے ہیں کہ ایک روز یوں ہوا کہ وہ بازار میں اپنا سامان فروخت کر رہا تھا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پیچھے سے آئے اور چپکے سے آ کر اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا۔ چنانچہ وہ کہنے لگا کون ہے مجھے چھوڑ دو۔ بہر حال ہاتھ سے پہچان بھی لیا ہوگا کہ اور کس نے ہاتھ رکھنا ہے، آپؐ ہی ہو سکتے ہیں۔ پھر وہ آپؐ سے لپٹ گیا۔ اسے پتہ لگ گیا کہ یہ آپؐ ہی ہیں۔ چنانچہ اس نے اپنی پشت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے کے ساتھ خوب رگڑا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے اس غلام کو کون خریدے گا۔ اس پر اس نے کہا یا رسول اللہ! پھر تو آپ مجھے بڑا ستا پائیں گے۔ مجھ جیسے معمولی شکل والے شخص کو۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا مگر تم اللہ کے نزدیک سستے تو نہیں ہو یا فرمایا کہ تم اللہ کے نزدیک بہت قیمتی ہو۔ (مسند احمد بن حنبل ۔باقی مسند المکثرین من الصحابہ)

تو دیکھیں کم شکل وصورت کے دیہاتی کی بھی کس طرح دلداری فرمائی۔ پہلی بات تو یہ کہ بازار میں کھڑے ہو کر اس سے اس طرح سلوک فرما کر سب کو یہ بتا دیا کہ غربت یا امارت، خوبصورتی یا بدصورتی، کم علمی یا زیادہ علم والا ہونا، کوئی معیار نہیں ہے۔ اب اگر معیار قائم ہوں گے تو نیکی اور تقویٰ پر قائم ہوں گے، عاجزی اور مسکینی پر قائم ہوں گے۔ پھر اس شخص کو بھی سبق دے دیا کہ اپنی کم شکل یا غربت کا احساس نہ کرو تمہاری نیکی اور مسکینی ہی تمہیں اللہ کے نزدیک انتہائی قیمتی وجود بنا رہی ہے۔ پھر دیکھیں وہ بظاہر ان پڑھ بدوی تھا لیکن آپؐ کے نور سے منور ہونے کے بعد آپؐ کی تعلیم سے حصہ پانے کے بعد اس کی عقل میں بھی تیزی آ گئی اور کہاں تک پہنچ گئی۔ اس نے یہ پہچان لیا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اس لئے فوراً اپنا جسم آپؐ کے جسم سے رگڑنا شروع کر دیا کہ آج جتنی برکتیں سمیٹنی ہیں سمیٹ لو۔ ذرا تصور کریں اس وقت بازار میں کھڑے بڑے بڑے لوگ بھی کس حسرت سے اس دیہاتی آدمی کو دیکھ رہے ہوں گے کہ کاش اس وقت یہ برکتیں ہم حاصل کر رہے ہوتے۔

پھر آپؐ کی غریب لوگوں سے بردباری کی ایک مثال ہے۔ یہ شروع کی بات ہی ہوگی دیہات والوں کو اسلام کی تعلیم کا پورا علم نہیں تھا، فہم و ادراک نہیں تھا تو بعض دفعہ بعض غلط حرکتیں بھی کر جایا کرتے تھے۔ تو صحابہؓ کو جو شہر کے رہنے والے تھے ان کی لمبا عرصہ تربیت ہو گئی تھی اُن کو اِن باتوں پر غصہ بھی آیا کرتا تھا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ایسے معاملے میں بڑی نرم دلی سے اور بردباری سے یہ مسئلہ حل کر دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک بدوی مسجد کے ایک پہلو میں آیا اور مسجد کے سائیڈ پر ہو کے اس نے پیشاب کر دیا۔ اس پر لوگوں نے اس پر چلّانا شروع کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا اسے چھوڑ دو۔ پھر جب وہ فارغ ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے کچھ ڈول کچھ بالٹیاں پانی کی منگوائیں اور اس جگہ پانی بہایا گیا۔ تا کہ جگہ صاف ہو جائے۔

(مسلم کتاب الطہارۃ باب وجوب غسل البول صفحہ 45)

تو دیکھیں آپؐ نے اسے اس حالت میں روکنا بھی مناسب نہیں سمجھا۔ لیکن فوراً ہی اپنے عمل سے لوگوں کو بھی کہہ دیا آرام سے مسئلہ حل ہو سکتا ہے اور اس کو بھی سمجھا دیا کہ مسجد ایسی جگہ نہیں جہاں گند کیا جائے۔ یہ ہمیشہ پاک صاف رہنے والی جگہ ہے اور فوراً پانی بہا کر اس کے سامنے اسے صاف کر دیا۔

تو یہ چند مثالیں مَیں نے دی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونے کی، آپؐ کے حسن سلوک کی، جو معاشرے کے کمزور طبقے کے ساتھ آپؐ کا تھا۔ یہ نمونے جو آپؐ نے قائم کئے ہیں یہ اس لئے تھے کہ امت کے لوگ بھی، آپ کو ماننے والے بھی اپنے معیاروں کو بلند کر کے ان نمونوں پر عمل کر کے حسن اخلاق کے اعلیٰ معیار قائم کریں۔ تبھی تو آپؐ نے فرمایا ہے کہ میری بعثت کا مقصد ان اعلیٰ اخلاق کی تکمیل ہے۔ آپؐ نہیں چاہتے تھے کہ آپؐ کی امت کا کوئی بھی شخص اللہ تعالیٰ کا ناپسندیدہ بنے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام مخلوقات اللہ کی عیال ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوقات میں سے وہ شخص بہت پسند ہے جو اس کی عیال کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے۔ یعنی اس کی مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے اور ان کی ضروریات کا خیال رکھتا ہے۔

کمزوروں کے حقوق کے بارے میں آپؐ نے اپنی امت کے لوگوں کو جو نصائح فرمائی ہیں اب اس کی بھی چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تین شخص ایسے ہیں جن سے میں قیامت کے دن سخت باز پرس کروں گا۔ ایک وہ جس نے میرے نام پر کسی کو امان دی اور اس سے غداری کی۔ دوسرا وہ جس نے ایک آزاد کو فروخت کر کے اس کی قیمت کھالی یعنی کسی کو پکڑ کر غلام بنایا اور فروخت کیا اور تیسرا شخص وہ جس نے کسی کو مزدوری پر رکھا اور اس سے پورا پورا کام لیا اور پھر اسے پوری مزدوری نہ دی۔ یعنی مزدور کی مزدوری کی اجرت نہ دی۔ کام کی اجرت نہ دی۔ (بخاری کتاب البیوع)

تو یہ عادت اب بھی ہمارے معاشرے میں بعض لوگوں کو ہوتی ہے۔ یا تو کام کروانے سے پہلے یہ شرط رکھنی چاہئے کہ اگر کام اس معیار کا نہ ہوا اور یہ یہ چیزیں نہ ہوئیں تو میں اتنی کم قیمت دوں گا۔ اور اگر نہیں تو پھر کام ہو جانے کے بعد کسی کی مزدوری مارنے کے لئے بہانے تلاش نہیں کرنے چاہئیں۔ کیونکہ آپؐ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں ضرور ایسے شخص سے باز پرس کروں گا۔ پس اللہ کی باز پرس سے ڈرنا چاہئے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم کرتا ہے۔ تم اہل زمین پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ رحم کا لفظ رحمٰن سے ہے جو صلہ رحمی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو اپنے ساتھ ملا لے گا۔ اور جو قطع رحمی کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے قطع تعلق کر لے گا۔

(ترمذی کتاب البر والصلۃ باب ماجاء فی رحمۃ الصبیان)

ایک روایت میں آتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اس شخص کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں جو چھوٹے پر رحم نہیں کرتا اور بڑے کا شرف نہیں پہچانتا۔ یعنی بڑے کی عزت نہیں کرتا۔

پھر ایسے لوگوں کو جو کمزوروں، غریبوں، مسکینوں کا خیال نہیں رکھتے، انذار کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں، حارثہ بن وھب سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا کیا جنت میں بسنے والوں کے متعلق میں تمہیں کچھ بتاؤں۔ ہر وہ کمزور جس کو لوگ کمزور سمجھتے ہیں مگر جب وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے اسی کے نام کی قسم کھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو پورا کر دیتا ہے اور جیسا وہ چاہتا ہے ویسا ہی کر دیتا ہے۔ پھر فرمایا کہ کیا مَیں تمہیں دوزخ میں رہنے والوں کے متعلق نہ بتاؤں۔ ہر سرکش، خود پسند، شعلہ مزاج یعنی تیز مزاج والا، متکبر دوزخ کا ایندھن بنے گا۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق نے آپؐ کے نور کامل سے روشنی حاصل کر کے کس طرح ہمیں اس پہلو سے نصیحت فرمائی ہے اور کیا عمل کر کے دکھائے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: "اگر اللہ تعالیٰ کو تلاش کرنا ہے تو مسکینوں کے دل کے پاس تلاش کرو اسی لئے پیغمبروں نے مسکینی کا جامہ ہی پہن لیا تھا۔ اسی طرح چاہئے کہ بڑی قوم کے لوگ چھوٹی قوم کو ہنسی نہ کریں۔ اور نہ کوئی یہ کہے کہ میرا خاندان بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم جو میرے پاس آؤ گے تو یہ سوال نہ کروں گا کہ تمہاری قوم کیا ہے۔ بلکہ سوال یہ ہوگا کہ تمہارا عمل کیا ہے۔ اسی طرح پیغمبر خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے اپنی بیٹی سے کہ اے فاطمہ! خدا تعالیٰ ذات کو نہیں پوچھے گا اگر تم کوئی برا کام کرو گی تو خدا تعالیٰ اس واسطے درگزر نہ کرے گا کہ تم رسول کی بیٹی ہو۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 370 جدید ایڈیشن)

پھر آپ فرماتے ہیں: "اہل تقویٰ کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں۔ یہ تقویٰ کی ایک شاخ ہے جس کے ذریعہ سے ہمیں ناجائز غضب کا مقابلہ کرنا ہے۔ بڑے بڑے عارف اور صدیقوں کے لئے آخری اور کڑی منزل غضب سے بچنا ہی ہے۔ عُجب و پندار غضب سے پیدا ہوتا ہے"۔ یعنی غرور تکبر وغیرہ سب غصے سے پیدا ہوتے ہیں "اور ایسا ہی کبھی خود غضب عجب و پندار کا نتیجہ ہوتا ہے"۔ اور اگر دل میں تکبر وغیرہ ہو تو پھر بھی ہر ایک کو غصہ ہوتا ہے اپنے آپ کو آدمی بڑا سمجھتا ہے۔ چھوٹے پر غصہ اتارنا شروع کر دیتا ہے۔ "کیونکہ غضب اس وقت ہوگا جب انسان اپنے نفس کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ میری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا یا بڑا سمجھیں یا ایک دوسرے پر غرور کریں یا نظر استخفاف سے دیکھیں"۔ کسی کو کم نظر سے دیکھیں۔ "خدا جانتا ہے کہ بڑا کون ہے یا چھوٹا کون ہے۔ یہ ایک قسم کی تحقیر ہے جس کے اندر حقارت ہے۔ ڈر ہے کہ یہ حقارت بیج کی طرح بڑھے

اوراس کی ہلاکت کا باعث ہو جائے۔ بعض آدمی بڑوں کو مل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں۔ لیکن بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سنے اس کی دلجوئی کرے، اس کی بات کی عزت کرے۔ کوئی چڑ کی بات منہ پر نہ لاوے کہ جس سے دکھ پہنچے خدا تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الْاِسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ (الحجرات:12) تم ایک دوسرے کا چڑ کے نام نہ لو۔ یہ فعل فُسّاق وفُجّار کا ہے۔ جو شخص کسی کو چڑاتا ہے وہ نہ مرے گا جب تک وہ خود اسی طرح مبتلا نہ ہوگا۔ اپنے بھائیوں کو حقیر نہ سمجھو۔ جب ایک ہی چشمہ سے کُل پانی پیتے ہو تو کون جانتا ہے کہ کس کی قسمت میں زیادہ پانی پینا ہے۔ مکرم ومعظم کوئی دنیاوی اصولوں سے نہیں ہوسکتا۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑا وہ ہے جو متقی ہے۔ ﴿اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰهِ اَتْقٰکُمْ ۔اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ﴾ (الحجرات:14)"۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 22-23 جدید ایڈیشن)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پہ چلتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عاجزی کے اور غریبوں کا خیال رکھنے کے جو معیار قائم کئے ہیں اب وہ ہم دیکھتے ہیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضورؑ مغرب کی نماز کے بعد مسجد مبارک کی چھت پہ بیٹھے ہوئے تھے۔ کچھ لوگ ساتھ تھے۔ اور کھانے کے لئے کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے تو ایک احمدی میاں نظام الدین ساکن لدھیانہ جو بہت غریب تھے اور ان کے کپڑے بھی پھٹے پرانے تھے، بری حالت میں تھے، حضورؑ سے چار پانچ آدمیوں کے فاصلے پر بیٹھے تھے کہتے ہیں کہ اتنے میں کئی اور لوگ آتے گئے اور وہ لوگ جو بعد میں جماعت کو چھوڑ بھی گئے تھے یا پیغامی ہو گئے تھے ان میں سے اکثر تھے۔ حضورؑ کے قریب بیٹھتے گئے جس کی وجہ سے میاں نظام دین پرے ہٹتے چلے گئے یہاں تک کہ وہ پیچھے جوتیوں میں جا کے بیٹھ گئے۔ اتنے میں کھانا آیا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک سالن کا پیالہ لیا کچھ روٹیاں لیں اور میاں نظام الدین کو کہا کہ آؤ ہم اندر بیٹھ کر کھانا کھائیں اور جو مسجد کے ساتھ چھوٹا کمرہ تھا اس میں چلے گئے اور وہاں بیٹھ کے ان کے ساتھ کھانا کھایا اور اس وقت حضرت منشی ظفر احمد صاحب جو روایت بیان کرنے والے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ جو لوگ ان کو پیچھے ہٹاتے چلے جا رہے تھے ان لوگوں کے چہروں کی حالت اور شرمندگی سے ان کی شکلیں دیکھنے والی تھیں۔ (روایات حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی صفحہ 99-100)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خادموں میں سے ایک پیرا پہاڑیہ تھا۔ مزدور آدمی تھا جو پہاڑی علاقے سے آیا ہوا تھا۔ بالکل جاہل اور اجڈ آدمی تھا۔ لیکن بہت سی غلطیاں کرنے کے باوجود کبھی یہ نہیں ہوا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے کبھی اسے جھڑکا ہو۔ ایک دفعہ یہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اچانک بیمار ہو گئے گرمی کا موسم ہونے کے باوجود ایک دم ہاتھ پیر ٹھنڈے ہو گئے اور مسجد کی چھت پر ہی مغرب کی نماز کے بیٹھے ہوئے تھے تو اس وقت جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے ان کو فوراً فکر ہوئی، تدبیریں ہونی شروع ہوئیں کہ کیا کرنا ہے۔ یہی جو پیرا تھا، ان کو بھی خبر پہنچی، وہ گارے مٹی کا کوئی کام کر رہے تھے، یہ کہتے ہیں کہ اسی حالت میں اندر آ گئے اور یہ نہیں دیکھا کہ دری بچھی ہوئی ہے یا کیا ہے تو اسی فرش پہ نشان بھی پڑنے شروع ہو گئے اور آتے ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاؤں دبانے شروع کر دیئے۔ تو لوگوں نے ذرا ان کو گھورنا شروع کیا، ڈانٹنا شروع کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ: "اس کو کیا خبر ہے جو کرتا ہے کرنے دو کچھ حرج نہیں"۔ (سیرت حضرت مسیح موعودؑ مرتبہ حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ صفحہ 350)

حضرت مسیح موعودؑ کے پرانے خادموں میں سے ایک حضرت حافظ حامد علی صاحبؓ مرحوم تھے۔ وہ لمبے عرصے تک حضورؑ کی خدمت کرتے رہے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ ان کی طبیعت پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق کا جو اثر تھا وہ اتنا زیادہ تھا کہ اس کا بار بار ذکر کیا کرتے تھے کہ مَیں نے کبھی ایسا انسان نہیں دیکھا کہ بلکہ زندگی بھر حضرت صاحب کے بعد بھی کوئی انسان اخلاق کی اس شان کا نظر نہیں آتا تھا۔ حافظ صاحب کہتے ہیں کہ مجھے ساری عمر کبھی حضرت مسیح موعود نے نہ جھڑکا اور نہ سختی سے خطاب کیا۔ بلکہ مَیں بڑا ہی سست تھا اور اکثر آپؑ کے ارشادات کی تعمیل میں دیر بھی کر دیا کرتا تھا۔ اس کے باوجود سفر میں مجھے ساتھ رکھتے تھے۔ (سیرت حضرت مسیح موعودؑ مرتبہ حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ صفحہ349- 350)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جب تک یہ معمول تھا کہ آپؑ باہر اپنے دوستوں کے ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے کبھی آپ نے یہ فرق نہیں کیا، یہ امتیاز نہیں کیا کہ کون آپ کے پاس بیٹھا ہوا ہے۔ کسی کو محض اس وجہ سے اٹھانے کو ناجائز سمجھتے تھے کہ اس کے کپڑے پھٹے ہوئے ہیں یا وہ ان پڑھ زمیندار ہے یا کسی اور قوم کا آدمی ہے۔ آپ کے دسترخوان پر جو شخص آزادی سے جہاں چاہتا تھا بیٹھ جاتا تھا۔ ایک شخص خاکی شاہ نامی تھا، گاؤں کا رہنے والا۔ کہتے ہیں کہ اس کی عادت تھی کہ جب کھانا لایا جاتا تو وہ کود کر لوگوں کو پھلانگتا ہوا آگے آ کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قریب بیٹھ جاتا تھا۔ تو اگر جگہ تنگ ہوتی تھی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود ہی ایک طرف ہو کے کھل جاتے تھے اور اس کو بیٹھنے کی جگہ دے دیتے تھے اور کہتے ہیں کہ وہ دنیاوی لحاظ سے اتنا معمولی آدمی تھا کہ کوئی اس کا درجہ نہیں تھا۔

پھر مہر حامد قادیان کے آرائیوں میں سے تھے جو اپنے خاندان میں پہلے تھے جو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں داخل ہوئے۔ تو بیمار ہو گئے، اپنے ڈیرے پہ۔ جہاں ڈیرہ ہوتا ہے ایشیا میں پاکستان اور ہندوستان وغیرہ میں اکثر جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں وہ جانتے ہی ہیں وہاں بھینسیں بندھی ہوتی ہیں۔ وہیں گھر ہوتا ہے وہیں سب کچھ ہوتا ہے گند بھی ان کا ہوتا ہے۔ تو جب بیمار ہوئے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو پوچھنے جایا کرتے تھے اور وہاں ایک طرف گوبر اور گند وغیرہ اکٹھا ہوا ہوتا تھا۔ اس کی بو بھی بڑی ہوتی تھی۔ آپ کی طبیعت میں بڑی نفاست تھی۔ لیکن اس کے باوجود کبھی اشارۃً بھی یہ اظہار نہیں کیا کہ بو آ رہی ہے۔ بلکہ باقاعدگی سے اس کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ اور اس سے بڑی محبت اور دلجوئی کی باتیں کرتے تھے۔ اور بہت دیر تک بیماری سے متعلق دریافت کرتے رہتے تھے۔ پھر دوائیاں بتاتے تھے اور دعاؤں کی طرف توجہ دلاتے تھے۔ تھا وہ بہت معمولی زمیندار بلکہ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کی جو زمینداری تھی وہاں اس کے لحاظ سے تو وہ گویا آپ کی رعایا میں داخل تھا۔ مگر کبھی آپؑ نے فخر نہیں کیا۔ جس کے پاس جاتے اس کو اپنا عزیز بھائی سمجھتے۔

تو یہ تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نمونے اپنے آقا کی اقتدا میں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کمزور مخلوق کی دلداری کے لئے جو نمونے قائم کئے ہیں اور آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان پر چل کر دکھایا ہے، یہ نمونے کبھی پرانے ہونے والے نہیں۔ بلکہ آج بھی اگر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنا ہے اور اس کی رضا حاصل کرنی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کے دعوے کو سچا ثابت کر کے دکھانا ہے تو ان نمونوں پر چلنا ہوگا۔

آج ہر احمدی کا دوسرے مسلمانوں کی نسبت زیادہ فرض بنتا ہے کہ اپنے اردگرد کے ماحول میں ان کمزوروں اور بے سہاروں کو تلاش کریں۔ اور ان سے حسن سلوک کریں اور آنحضرت ﷺ کے ساتھ عشق کے دعوے کو سچا کر کے دکھائیں اللہ تعالیٰ اس کی توفیق دے۔

❁❁❁❁❁ ❁❁❁❁ ❁❁❁❁❁

بقیہ: اوٹزی (OTZI) از صفحہ نمبر 9

آثار پائے جاتے ہیں جس سے خیال ہوا کہ وہ برف میں دبنے سے نہیں مرا بلکہ اس پر قاتلانہ حملہ کیا گیا ہوگا اور اسے زخمی حالت میں وہاں چھوڑ دیا گیا ہوگا تا کہ مر جائے۔

حملہ کی وجوہات پر بھی بہت ریسرچ ہوئی مگر کوئی حتمی فیصلہ نہیں ہوسکا۔ بعض کا خیال ہے کہ وہ گڈریا ہوگا جس سے کسی نے اس کی بھیڑوں کا گلہ چھیننے کی کوشش کی ہوگی اور اس کشمکش میں وہ شدید زخمی ہو گیا ہوگا۔ اس کے کندھے میں تیر کے معائنہ سے معلوم ہوا ہے کہ اس کو تیر پیچھے سے مارا گیا تھا جس کا مطلب ہے کہ وہ جان بچا کر بھاگنے کی کوشش کر رہا ہوگا اور حملہ آوروں نے اسے تیر کا نشانہ بنا لیا ہوگا۔ بہرحال بہت ریسرچ کے باوجود ابھی تک کوئی حتمی نتیجہ سامنے نہیں آسکا اور شائد یہ معمہ کبھی بھی حل نہ ہوسکے۔

پیسوں کا معاملہ

ہیلمٹ سائمن اور اس کی بیوی اریکا سائمن جنہوں نے اس کی لاش دریافت کی تھی انہیں ایک وکیل نے مشورہ دیا کہ وہ اس بات کا دعویٰ کریں کہ اٹلی کی حکومت اس بات کو تسلیم کرے کہ وہ اوٹزی کی لاش کو دریافت کرنے والے ہیں اور اس دریافت کا سہرا اُن کے سر پر باندھا جائے۔ نیز اس دریافت کا انہیں سرکاری طور پر معاوضہ بھی دیا جائے۔ اس پر انہوں نے اٹلی کی حکومت پر تین لاکھ ڈالر ادا کئے جانے کا دعویٰ درج کرا دیا۔ یاد رہے کہ اٹلی کی حکومت اوٹزی کی لاش کی نمائش میں سالانہ اڑھائی ملین ڈالر کی رقم کما رہی ہے کیونکہ دنیا بھر سے لوگ اس عجائب گھر میں اوٹزی کو دیکھنے کے لئے آ رہے ہیں۔ اوٹزی کے نام اور تصویروں کے مختلف سوونیئر بھی تیار کئے گئے ہیں جو ہاتھوں ہاتھ بک رہے ہیں۔

ایک عجیب اتفاق

ہیلمٹ سائمن جو کہ ایک جرمن آدمی ہے اور اس کی عمر 67 سال کی ہے پہاڑی علاقوں میں بہت دلچسپی رکھنے والا انسان ہے اور مہم جوئی میں ماہر سمجھا جاتا ہے۔ 18/اکتوبر 2004ء کو وہ آسٹریا میں سالزبرگ میں اکیلا ایک پہاڑی مہم میں سات ہزار فٹ کی بلندی پر چلا گیا اور واپس نہیں آسکا۔ اس کی تلاش کی گئی ہے مگر وہ ابھی تک لاپتہ ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ خود بھی انہیں حالات کا شکار ہو گیا ہے اور شدید سردی کے باعث ہلاک ہو گیا ہوگا۔ جرمنی اور آسٹریا کے اخبارات میں یہ خیال ظاہر کیا جا رہا ہے کہ شائد اوٹزی کی بددعا اسے لے بیٹھی ہے اور ہیلمٹ بھی اوٹزی کی طرح موت کا شکار ہو گیا ہے۔ اکثر کا خیال ہے کہ یہ محض ایک عجیب اتفاق ہے۔

❁❁❁❁❁

اوٹزی (OTZI)

(ڈاکٹر شمیم احمد۔ لندن)

آسٹریا اور اٹلی کے درمیان ایک پہاڑی سلسلہ واقع ہے جو اوٹزٹیلر آلپس (Otztaler Aplse) کے نام سے موسوم ہے۔ یہ پہاڑی سلسلہ عام طور پر سارا سال برف سے ڈھکا رہتا ہے اور مہم جُو لوگوں کی توجہ کا مرکز بنا رہتا ہے۔ اس پہاڑی سلسلہ میں ایک جرمن جوڑے کو جن کا نام ہیلمٹ سائمن اور اریکا سائمن تھا 19 ستمبر 1991ء کو ایک مہم کے دوران ایک لاش برف میں دبی ہوئی ملی جو منہ کے بل پڑی ہوئی تھی۔ دونوں میاں بیوی کا خیال تھا کہ یہ لاش کسی بد نصیب مہم جُو کی ہوگی جو برف میں دب کر مر گیا ہو گا۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بعض مہم جُو برفانی طوفان اور برفانی تودوں کے پھسلنے کے نتیجہ میں برف میں دب کر ہلاک ہو جاتے ہیں اور ان کی لاشیں حاصل کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ برف میں دبی ایسی لاشیں عام طور پر گلنے سڑنے سے محفوظ رہتی ہیں اور اب تک کئی ایسی لاشیں دریافت کی جا چکی ہیں۔ دونوں میاں بیوی کو اس بات کا احساس تھا پھر بھی دونوں اس لاش کو دیکھ کر خوفزدہ ہو گئے۔ ہیلمٹ سائمن اس کی تصاویر بنانا چاہتا تھا مگر اس کی بیوی نے اسے منع کیا اس لئے وہ صرف ایک ہی تصویر بنا سکا۔

پہاڑ سے نیچے اتر کر انہوں نے حکام کو مطلع کیا اور یہ خیال کر کے کہ یہ ایک عام لاش ہوگی اپنے ہوٹل میں چلے گئے۔ جب حکام جائے وقوع پر پہنچے تو ان کا بھی یہی خیال تھا کہ یہ ایک عام لاش ہوگی کیونکہ چند ہفتے پیشتر انہوں نے ایک جوڑے کی لاشیں برف سے نکالی تھیں جو 1934ء میں ان برفانی پہاڑوں میں لا پتہ ہو گئے تھے اور کبھی لوٹ کر واپس نہیں آئے تھے۔ پولیس نے بھی ہیلمٹ سائمن کی طرح اس دریافت ہونے والی لاش کو کسی مہم جو کی لاش ہی سمجھا اس لئے اسے برف سے نکالنے کے لئے کوئی خاص احتیاط نہیں کی۔ ایک پولیس آفیسر نے ڈرل کے ساتھ برف کاٹنے کی کوشش میں لاش کے کولہے کے جوڑ میں سوراخ کر دیا۔ لاش کو اس کے کپڑوں سے پکڑ کر نکالنے کی کوشش میں اس کے کپڑے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ لاش جب بالآخر برف سے نکالی گئی تو اسے کفن میں رکھنے کے عمل میں اس کے بازو کی ایک ہڈی بھی ٹوٹ گئی۔

لاش کی اہمیت

آخر کار لاش کو آسٹریا کے قریبی شہر انزبروک لے جایا گیا اور فوٹو گرافروں کو اس کی تصاویر بنانے کا موقع ملا۔ جب لاش کا تفصیلی معائنہ کیا گیا تو اس سے ایک حیرت انگیز انکشاف ہوا کہ یہ لاش غیر معمولی اہمیت کی حامل تھی اور کم از کم 3300 سال قبل مسیح کی تھی یعنی 5300 سال پرانی تھی اور دنیا کی قدیم ترین لاش تھی جو برف میں دبی دریافت ہوئی اور جس کا بدن تقریباً کامل طور پر محفوظ رہا تھا۔ کچھ عرصہ تک یہ لاش آسٹریا میں رکھی گئی مگر بعد میں معلوم ہوا کہ لاش دراصل اٹلی کی ملکیت ہے کیونکہ جس جگہ سے لاش ملی تھی وہ پہاڑی جگہ اٹلی کا حصہ ہے۔ اس کے بعد لاش کو رکھنے کے لئے اٹلی کی حکومت نے اپنے شہر Bolzano میں ایک بیش قیمت عجائب گھر بنایا جو میلان سے شمال کی طرف تین گھنٹوں کی مسافت پر یا آسٹریا کے شہر انزبروک سے نوے منٹ کے سفر پر جنوب کی طرف واقع ہے۔ اس لاش کو اس کی دریافت کی جگہ کی مناسبت سے اوٹزی (Otzi) کا نام دیا گیا۔ اب تک اس پر بے شمار مضامین اور کتب لکھی جا چکی ہیں۔ یہ مضمون ان سے ہی اخذ کیا گیا ہے۔

اٹلی کے جس عجائب گھر میں اوٹزی کو رکھا گیا ہے اس میں اس کے لئے ایک خاص برفانی گھر بنایا گیا ہے جس کا درجہ حرارت اور رطوبت کی مقدار ایک خاص حد تک رکھی گئی ہے تا کہ لاش اپنی دریافت شدہ حالت میں محفوظ رکھی جا سکے۔ سارا نظام ایک الیکٹرونک ترازو کے ساتھ منسلک ہے تا کہ ہر وقت لاش کے وزن کو رطوبت کے ذریعہ برقرار رکھا جا سکے اور لاش میں کوئی ایسی تبدیلی واقع نہ ہو جس سے اس کے گلنے سڑنے کا اندیشہ ہو۔ اس لاش کو اٹلی کے عجائب گھر میں دیکھا جا سکتا ہے۔

لاش کا تجزیہ

لاش کا بہت تفصیل سے جائزہ لیا گیا ہے اور بہت سے ملکوں کے سائنسدان اور مختلف ماہرین نے اس پر ریسرچ کی ہے۔ ایکسرے، کاربن ڈیٹنگ، کیمیائی تجزیہ، خوردبینی معائنہ اور اور دیگر بہت سے امتحانات سے گزارا گیا ہے۔ کاربن ڈیٹنگ (جس سے معلوم کیا جاتا ہے کہ کسی چیز کی کتنی عمر ہے اور کتنی پرانی ہے) سے حتماً ثابت ہوا ہے کہ وہ کم از کم 5300 سال پرانا آدمی ہے۔ کیمیائی تجزیات نے ایک بہت اہم مسئلہ حل کر دیا کہ وہ کس ملک کا باشندہ تھا اور اب اس کی لاش کس کی ملکیت ہونی چاہئے۔ اس کی دریافت کے بعد سے اٹلی اور آسٹریا کے درمیان ایک کشمکش چلی آ رہی تھی کہ وہ کس کی ملکیت ہے۔ دونوں ملکوں کا دعویٰ تھا کہ لاش ان کے ملک کی ملکیت ہونی چاہئے۔ بالآخر دانتوں، ہڈیوں اور آنتوں سے حاصل کئے گئے مواد کے تجزیہ سے معلوم ہوا کہ ان میں جو دھاتی مادے اور کیمیائی مواد پائے گئے ہیں وہ بالکل ویسے تھے جو اٹلی کے شمالی پہاڑی علاقوں میں پائے جاتے ہیں اور آسٹریا میں نہیں ملتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ دراصل اٹلی کا ہی باشندہ تھا اس لئے اسے اٹلی کی حکومت کے حوالے کر دیا گیا۔

مختلف تجزیات سے معلوم ہوا کہ وہ 5300 سال پرانا آدمی ہے اور موت کے وقت اس کی عمر چالیس سال کے قریب ہوگی۔ اس کا قد پانچ فٹ چار انچ کے قریب ہے۔ اس کے جسم پر بے شمار کدوانے کے نقوش موجود تھے۔ اس کے لباس کے بہت سے حصے محفوظ ملے ہیں اور اس کی لاش کے پاس تانبے کی بنی ہوئی کلہاڑی، ایک چاقو اور تیر کمان بھی پائے گئے ہیں۔ اس کے سامان میں مختلف قسم کی جڑی بوٹیاں اور چقماق قسم کے پتھر بھی ایک تھیلے میں ملے ہیں جو غالباً آگ جلانے کے لئے رکھے گئے تھے۔ اس کی کلہاڑی ایک چٹان کے پاس کھڑی حالت میں پائی گئی۔ اس کا ہیٹ اس کے سر سے کچھ دُور گرا ہوا ملا تھا اور اس کی لاش منہ کے بل گری ہوئی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے کلہاڑی کو خود پتھر کے سہارے کھڑا کیا ہوگا اور خود منہ کے بل گر گیا ہوگا اور اس کے بعد اس کے لئے وقت ہزار ہا سالوں کے لئے ساکت ہو کر رہ گیا ہوگا۔

تجزیہ کرنے والوں نے اس برف کا بھی معائنہ کیا جہاں سے اس کی لاش پائی گئی تو وہاں انہیں پودوں کے زرِگل (Pollens) ملے ہیں جو ایسے پودوں کے ہیں جو خزاں کے موسم میں پائے جاتے ہیں۔ اس لئے خیال کیا گیا کہ اس کی موت خزاں کے موسم میں ہوئی ہوگی۔ بعد میں اس کی آنتوں میں پائے جانے والے مواد کے معائنہ سے معلوم ہوا کہ اس میں بعض ایسے زرِ گل پائے گئے ہیں جو صرف موسم بہار میں پائے جاتے ہیں جس سے یہ بھی خیال ظاہر کیا گیا کہ غالباً اس کی موت خزاں کے بجائے موسم بہار میں ہوئی ہوگی۔

لباس کا تجزیہ

اس کے لباس کے معائنہ سے معلوم ہوا کہ اس نے چمڑے کی بنیان پہنی ہوئی تھی جو پالتو بکری کی کھال سے بنائی گئی تھی۔ اسی طرح اس کی قمیص کھال کے بہت سے ٹکڑوں کو جوڑ کر بنائی گئی ہوگی۔ لگتا ہے کہ اس کی قمیص بازوؤں والی تھی اور اتنی لمبی تھی کہ اس کے گھٹنوں تک آتی ہوگی۔ لباس کے اوپر ایک کوٹ یا چغہ قسم کی چیز بھی پہنی ہوئی تھی جو گھانس پھونس سے بُنی ہوئی تھی اور آگے سے کھلی تھی اور اسے بند کرنے کے لئے چمڑے کی چھ فٹ لمبی پٹی استعمال کی گئی تھی۔ اس کے سر کی ٹوپی ریچھ کی کھال اور گھانس پھونس سے بنی ہوئی تھی۔ ٹانگوں پر بکری کی کھال سے بنی ہوئی پتلون قسم کا جامہ تھا۔ اس کے جوتوں کا تلوا ریچھ کی کھال کا اور اوپر کا حصہ ہرن کی کھال کا بنا ہوا تھا۔ جوتوں کے اندر گھانس پھونس اس طرح ڈالی گئی تھی کہ پاؤں گرم رہ سکیں۔ لاش کے پائے جانے کے وقت اس کے دائیں پاؤں پر جوتا موجود تھا۔

اس کے پاس ایک تھیلا بھی ملا ہے جس میں کچھ جڑی بوٹیاں اور چقماق پایا گیا ہے۔ بعض تجزیہ کرنے والوں کا خیال ہے کہ یہ جڑی بوٹیاں بطور ادویات استعمال ہوتی ہوں گی۔ کیونکہ اب معلوم ہوا ہے کہ ایک جڑی بوٹی آنتوں کی بیماری کے لئے اور دوسری انفیکشن کی روک تھام کے لئے استعمال ہوتی ہوگی۔ اس خیال کو اس بات سے بھی تقویت ملی ہے کہ اس کی آنتوں سے حاصل کردہ مواد سے معلوم ہوا کہ اس کی آنتوں میں کیڑے پائے گئے ہیں اور نیز کہ وہ جوڑوں کی درد میں مبتلا تھا۔

اس کی رہائش

مختلف ریسرچ کرنے والوں نے اس بات کا اندازہ لگانے کی کوشش کی ہے کہ وہ کس جگہ رہائش پذیر تھا۔ اس ساری ریسرچ کا نچوڑ یہ ہے کہ وہ غالباً Bolzano شہر کے قریب ایک وادی میں یا اس کے پاس ایک گاؤں میں جس کا نام کیتھرینا برگ ہے رہتا ہوگا۔ کیتھرینا برگ آج بھی ایک چھوٹے سے گاؤں کی صورت میں موجود ہے اور بے حد خوبصورت اور قابلِ دید جگہ ہے۔ اوٹزی کی آنتوں میں پائے جانے والے زرِگل سے معلوم ہوا ہے کہ یہ صرف کیتھرینا برگ کے آس پاس پائے جانے والے پودوں میں موجود ہوتے ہیں اور اس سے زیادہ شمال میں نہیں پائے جاتے جس کا مطلب ہے کہ غالباً پہاڑ پر جانے سے قبل وہ لازمی کیتھرینا برگ میں رہا ہوگا اور وہاں سے کسی چشمے سے پانی پیا ہوگا جس میں پودوں کے زرِگل موجود ہوں گے۔ لیکن یہ بات معلوم نہیں ہو سکی کہ وہ کیوں وادی کو چھوڑ کر پہاڑ کی بلندی کی طرف روانہ ہو گیا تھا اور کن حالات میں وہ برفانی پہاڑ پر پہنچ گیا جو سطح سمندر سے کم از کم دس ہزار فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔

آخری کھانا

اوٹزی کی آنتوں میں سے جو مواد حاصل کیا گیا ہے اس کے تجزیہ سے معلوم ہوا ہے کہ اس نے اپنی موت سے کم از کم آٹھ گھنٹے قبل کھانا کھایا تھا۔ اس کے کھانے میں گندم سے بنی ہوئی ایک قسم کی روٹی شامل تھی اور اس نے کوئی سبزی بھی استعمال کی ہوگی۔ اس بات کا بھی ثبوت ملا ہے کہ اس نے ہرن کا گوشت کھایا ہوگا کیونکہ گوشت کے ریشوں کا ثبوت بھی ملا ہے۔ اس لحاظ سے اس کا کھانا پروٹین اور نشاستہ دار چیزوں پر مشتمل ہوگا۔ اس بات کا بھی ثبوت ملتا ہے کہ گندم کے دانوں کو پیس کر روٹی بنائی گئی ہوگی کیونکہ گندم کے آثار سے پتہ چلتا ہے کہ اسے ثابت نہیں چبایا گیا تھا بلکہ پیس کر استعمال کیا گیا ہوگا۔ اس کی آنتوں اور کپڑوں سے جو زرِگل (Pollens) ملے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا تعلق یا کم از کم اس کے آخری دن کسی کاشتکار کمیونٹی کے ساتھ رہے ہوں گے۔ اس کے بالوں کے تجزیہ سے معلوم ہوا کہ ان میں تانبے اور آرسینک کی کافی مقدار موجود تھی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ غالباً اس کا پیشہ تانبے کی چیزیں بنانے کا ہوگا۔

موت کی وجوہات

لاش کی دریافت کے بعد شروع میں یہ خیال کیا گیا تھا کہ اس کی موت شدید سردی کی وجہ سے ہوئی ہوگی۔ مگر وہ کیوں اتنی شدید سردی اور نامناسب حالات میں اتنی بلندی پر چلا گیا تھا اس کا کوئی حل نہیں مل رہا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد جب اس کی لاش کا مزید تفصیلی معائنہ کیا گیا اور اس کے جسم کے مختلف حصوں کے ایکسرے کئے گئے تو معلوم ہوا کہ اس کی تین پسلیاں ٹوٹی ہوئی تھیں جو موت سے قبل ٹوٹی تھیں۔ اس کے کندھے میں ایک تیر کا سرا بھی موجود تھا نیز اس کے کپڑوں پر خون کے آثار بھی پائے گئے تھے۔ اس کے دائیں ہاتھ میں خنجر سے لگا ہوا ایک زخم بھی موجود تھا۔ اس سنسنی خیز انکشاف سے بہت سے سائنس دانوں نے دوبارہ اس کے جسم سے حاصل کردہ خون، کپڑوں پر خون، اور کلہاڑی پر خون کے ڈی این اے کا معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ کم از کم چار مختلف آدمیوں کے خون کے

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں

Punjab Sweets & Restaurant

ایک سو مہمانوں کے لئے خوبصورت پارٹی ہال اور باربی کیو پارٹی کے لئے بھی جگہ موجود ہے۔ کھلے آسمان تلے بہترین کھانوں کا لطف اٹھائیں۔

ہر قسم کی مٹھائیاں اور کھانے کا بہترین مرکز

Munawar Ahmad (Babbi)

Punjab Sweets & Restaurant
172-174 Upper Tooting Road
Tooting, London
Tel: 020 8767 3535

جماعت احمدیہ تنزانیہ کے

36ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

تنزانیہ کے وزیر اعظم کی جلسہ میں شمولیت اور جماعت کی خدمات پر خراج تحسین۔پریس میڈیا میں جلسہ کی کوریج، تربیتی سیمینار

(رپورٹ: محمد ارشاد انور۔مبلغ سلسلہ)

خدا تعالیٰ کے فضل و احسان سے جماعت احمدیہ کا چھتیسواں جلسہ سالانہ بروز جمعۃ المبارک 24،25 ستمبر 2004ء تنزانیہ کے سب سے بڑے شہر دارالسلام میں مشہور و معروف جگہ (سبع سبع) جہاں ہر سال ایک بڑا عالمی میلہ منعقد ہوتا ہے اس میں یہ جلسہ اپنی تمام تر روایات کے ساتھ منعقد ہوا۔سبع سبع میں ایک بہت بڑا ہال کرائے پر حاصل کیا گیا، مردوں اور عورتوں کی رہائش کے لئے دو الگ الگ ہال کرایہ پر لئے گئے۔

نظم و ضبط کا نہایت اعلیٰ انتظام تھا۔ناظم صفائی نے اپنے معاونین کے ہمراہ نہ صرف جلسہ گاہ اور رہائش گاہ کا خیال رکھا بلکہ گردونواح کی صفائی کا بھی انتظام کیا۔عمر و عہدہ کے فرق کے بغیر سب کارکنان نے سڑکوں اور ہال کے اندر، باہر جھاڑو سے صفائی کی۔اللہ تعالیٰ اُن سب کو جزائے خیر دے۔مردانہ جلسہ گاہ سے جلسہ کی ساری کارروائی بذریعہ ویڈیو لنک زنانہ جلسہ گاہ تک پہنچائی جاتی رہی۔

جلسہ سے قبل ایک پریس کانفرنس کا اہتمام کیا گیا جس میں محترم امیر صاحب نے جماعت احمدیہ کا تعارف، جلسہ سالانہ اور جماعتی خدمات پر تقریر کی اور صحافی حضرات کے سوالات کے جوابات دیئے۔خدا کے فضل سے اگلے روز اخبارات کے ذریعہ ملک کے کونے کونے تک جلسہ سالانہ کی تشہیر ہوئی۔نہ صرف اخبارات بلکہ ریڈیو کے ذریعہ بھی جلسہ سالانہ کے پروگرامز کا اعلان ہوتا رہا۔

جلسہ کا آغاز خطبہ جمعہ سے ہوا جو مکرم فیض احمد صاحب زاہد امیر و مشنری انچارج تنزانیہ نے سواحیلی زبان میں ارشاد فرمایا جس میں انہوں نے جماعتی ترقی کے پیش نظر مالی قربانی، تربیت اور ہماری ذمہ داریوں کے موضوع پر روشنی ڈالی۔

پہلا اجلاس

پہلا اجلاس سہ پہر تین بجے شروع ہوا جس کی صدارت محترم امیر صاحب نے کی۔اجلاس کی کارروائی تلاوت قرآن کریم اور نظم خوانی سے شروع ہوئی۔محترم امیر صاحب نے افتتاحی خطاب میں جلسہ کی اہمیت بیان فرمائی اور ذکر الٰہی کرتے رہنے کی تلقین فرمائی اور جلسہ پر آنے والے مہمانوں کی خدمت پر مامور خدام و انصار اور لجنہ کو اپنی اپنی ڈیوٹیاں احسن رنگ میں ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔دوسری تقریر مکرم عبداللہ بانگا صاحب نے سیرۃ النبی ﷺ پر کی جس میں انہوں نے آنحضرت ﷺ بحیثیت رحمۃ للعالمین کے پہلو کو واقعات کی روشنی میں اجاگر کیا۔پہلے اجلاس کی تیسری تقریر مکرم شیخ مبارک محمود صاحب (ٹانگا) نے اسلامی نظریہ جہاد پر کی۔

دوسرے روز پہلے اجلاس میں بطور مہمان خصوصی تنزانیہ کے وزیر اعظم Dr Frederick Sumaya تھے۔دس بجے جناب وزیر اعظم کا استقبال مکرم امیر صاحب کے ہمراہ نیشنل مجلس عاملہ اور مبلغین کرام نے کیا۔فرداً فرداً مصافحہ کیا اور امیر صاحب نے تعارف کروایا۔

تلاوت و نظم کے بعد سپاسنامہ مکرم امیر صاحب نے پیش کیا جس میں معزز مہمان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کا تفصیلی تعارف کروایا۔تنزانیہ میں جماعت کی خدمات خصوصاً ملک کی آزادی میں جماعت کی کوششوں کا ذکر کیا۔نیز تعلیم کے میدان اور دکھی انسانیت کی خدمت کے حوالے سے جماعتی خدمات کا ذکر کیا اور حضور انور ایدہ اللہ کے مغربی افریقہ کے کامیاب دورہ کا بھی ذکر کیا۔

وزیر اعظم نے اپنے خطاب میں جماعتی خدمات اور امن پسندی کو سراہا۔حضور انور ایدہ اللہ کے دورہ مغربی افریقہ کا سن کر بہت خوش ہوئے اور اپنے ملک تنزانیہ میں آنے کی دعوت دیتے ہوئے دعا کی درخواست بھی کی کہ ہمارا ملک ہر قسم کی دہشتگردی سے محفوظ رہے۔انہوں نے کہا کہ جماعت احمدیہ اپنے نعرہ ''محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں'' کے ساتھ کام کرتی چلی جائے، گورنمنٹ کا تعاون ہمیشہ جماعت کے ساتھ رہے گا۔اور جو شخص امن کو خراب کرے گا اس کو اجازت نہیں دی جائے گی۔نیز کہا کہ تمام مذاہب کو جماعت احمدیہ کا نمونہ اختیار کرنا چاہئے کہ یہ دین اور سیاست کو اکٹھا نہیں کرتی اور باوجود اعتقادی اختلاف ہونے کے بڑے امن کے ساتھ ترقی کرتی جا رہی ہے۔آخر پر انہوں نے باقاعدہ حضور انور ایدہ اللہ کو ملک میں آنے کی دعوت دی اور ہر ممکن تعاون کی یقین دہانی کروائی۔

وزیر اعظم کے اعزاز میں چائے کا اہتمام تھا جس میں شہر کے بعض معززین کے علاوہ بعض سرکاری افسران نیشنل مجلس عاملہ، مبلغین کرام اور ہر ریجن سے احمدی احباب کے نمائندے مدعو تھے۔اس دوران جناب وزیر اعظم صاحب مکرم امیر صاحب کے ساتھ مختلف امور پر تبادلہ خیال کرتے رہے۔جماعت احمدیہ کے نظم و ضبط اور اخلاق کو دیکھ کر بہت متاثر ہوئے اور برملا اظہار کیا کہ انہوں نے اپنی زندگی میں اس جماعت سے بڑھ کر کوئی منظم اور با اخلاق اور پُر امن جماعت نہیں دیکھی۔

وزیر اعظم کی روانگی کے بعد اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔مکرم احمد داؤد صاحب مبلغ سلسلہ نے ''احمدیت کی حقیقت'' کے عنوان پر تقریر کی۔اس کے بعد ٹانگا ریجن سے آئے ہوئے اطفال نے اردو زبان میں ترانہ پیش کیا۔بعدہٗ مکرم محمود احمد شاد صاحب مبلغ سلسلہ نے تربیت اولاد کے لئے اسلام نے جو سنہری اصول اور گُر بتائے ہیں کے موضوع پر تفصیلی روشنی ڈالی۔اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم محسن معلم صاحب نے پردہ کی اہمیت اور فوائد پر کی۔اس کے بعد کھانا اور نمازوں کے لئے وقفہ کیا گیا۔

اختتامی اجلاس

اختتامی اجلاس میں سینئر پولیس انسپکٹر دارالسلام نے بطور مہمان خصوصی شرکت کی۔خطبہ استقبالیہ میں جماعت احمدیہ کا تعارف اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی حقیقت پر روشنی ڈالی۔

معزز مہمان کی خدمت میں جماعتی کتب کا تحفہ پیش کیا گیا۔اس موقع پر خدام الاحمدیہ نے خوش الحانی کے ساتھ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا ترانہ پیش کیا۔بعد ازاں مکرم بکری عبیدی صاحب مبلغ سلسلہ نے صداقت حضرت مسیح موعودؑ کے موضوع پر بہت مدلّل تقریر کی۔

مکرم امیر صاحب نے نمایاں پوزیشن لینے والے طلباء کی حوصلہ افزائی کے لئے ان کو انعامات سے نوازا۔اور ایک دوست جو 150 میل پیدل سفر کر کے جلسہ میں شریک ہوئے انہیں بھی انعام سے نوازا۔

مکرم امیر صاحب نے اپنے اختتامی خطاب میں تمام مہمانوں اور کارکنان کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے اپنے وقت کی قربانی دے کر اس جلسہ کو کامیاب بنایا۔آپ نے کہا کہ سب احمدیوں کو ایک نمونہ بننا چاہئے اور یہ کہ جو دوست جلسے میں شریک نہیں ہو سکے ان تک بھی یہ ہدایت کی باتیں جو آپ لوگوں نے سنی ہیں پہنچائیں۔

تربیتی سیمینار

24-25 ستمبر کی درمیانی شب ایک سیمینار کا اہتمام کیا گیا جس میں تربیتی عناوین پر تقاریر ہوئیں اور مجلس سوال و جواب ہوئی جس سے احباب جماعت کو بہت فائدہ ہوا۔نیز جلسہ کے دنوں میں باقاعدہ نماز تہجد اور درسوں کا انتظام رہا۔الحمدللہ

میڈیا کوریج

ملک کی آٹھ کثیر الاشاعت اخبارات نے شہ سرخیوں کے ساتھ جماعتی جلسے کا ذکر کیا اور پہلے صفحہ پر تصاویر بھی شائع کیں۔نیز تمام ٹیلی ویژن چینلز ITV,Ten-TV. Star TV نے جلسے کی کارروائی کے کچھ حصے دکھائے۔تنزانیہ ریڈیو نے جلسہ سے تین روز پہلے سے ہی جلسہ کے پروگرام کی تفصیل نشر کرنی شروع کر دی تھی اور دوران جلسہ بھی خبریں نشر کرتا رہا۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ اس جلسہ میں کام کرنے والے جملہ کارکنان کو جنہوں نے بڑی محنت اور جانفشانی سے کام کیا اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔اللہ تعالیٰ ان کے ایمان و اخلاص میں برکت عطا فرمائے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جملہ دعاؤں سے وافر حصہ عطا فرمائے۔آمین

❀❀❀❀❀

نماز میں محویت

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نماز میں محویت کا یہ عالم ہوتا تھا کہ ایک مرتبہ آپ کے پاؤں میں تیر کی نوک کھُب گئی۔لوگوں نے اسے نکالنے کی کوشش کی مگر کھینچنے سے آپ کو اس شدّت کا درد ہوتا کہ اس قدر با حوصلہ اور بہادر ہوتے ہوئے آپ اس درد سے بے چین ہو جاتے۔جب نماز کا وقت آیا اور آپ نماز میں مصروف ہو گئے تو آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ اب تیر ان کے پاؤں سے کھینچ لیا جائے۔چنانچہ اسے کھینچ کر نکال دیا گیا اور آپؓ کو مطلق محسوس نہ ہوا۔البتہ تیر کے نکلنے سے اس قدر خون جاری ہوا کہ تمام مصلّی خون سے بھر گیا۔

جب آپ نماز سے فارغ ہوئے اور یہ کیفیت دیکھی تو تیر کی طرف دھیان گیا۔دیکھا تو پاؤں سے نکالا جا چکا ہے۔لوگوں کے دریافت کرنے پر آپؓ نے بتایا کہ مجھے تو مطلق درد محسوس نہیں ہوا اور نہ ہی اس امر کا پتہ چلا کہ میرے پاؤں سے تیر نکالا جا رہا ہے۔

(حضرت علی بن ابی طالب۔مؤلفہ ارمان سرحدی صفحہ 264-265 پبلشر شیخ غلام علی اینڈ سنز لمیٹڈ)

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

BELA BOUTIQUE

ہر موسم اور موقع کے لئے زنانہ ملبوسات، فینسی سینڈلز،

مردانہ سوٹ، اچکن، پرنس سوٹ اور کھلا کپڑا

اس کے علاوہ کپڑوں کی سلائی اور مرمت Anderung کا مکمل انتظام ہے

Kaiser Str. 64 (Kaiserpassage-Laden 31-33) 60329 Frankfurt (Germany)

Tel: 069-24279400 - e:mail- BELAboutique@aol.com

مکتوب پاکستان

اسے کہنا دسمبر آگیا ہے

(مبشر احمد محمود۔ ربوہ)

دُنیا بھر کے احمدیوں، خصوصاً اہل ربوہ کیلئے دسمبر سردی، دُھند اور کہر میں لپٹے کسی موسم کا نام نہیں بلکہ رُوح تک کو پگھلا دینے والی یادوں کی تمازت کا نام ہے اور آئینوں جیسی صاف شفاف، للّٰہی محبتوں کی دل گداز بازگشت کا موسم ہے۔ دسمبر جو کبھی سال بھر کے مہینوں کا مہینہ ہوا کرتا تھا، اور سال کے سارے موسم اسی ایک محور کے گرد گھوما کرتے تھے اور اب —— اب دسمبر وقت کے ایک ایسے پڑاؤ کا عنوان ہے جہاں مسافر کارواں در کارواں اترتے رہے اور یادوں کے الاؤ کچھ اس اہتمام کے ساتھ روشن کر کے رُخصت ہوئے کہ یہ چنگاری بجھتی ہی نہیں۔ یہ روشنی مدہم ہوتی ہی نہیں۔

ربوہ کا دسمبر اپنی زبانِ حال سے ہمیں سمجھایا کرتا تھا کہ غریب دُلہن کی سجاوٹ کیا ہوتی ہے۔ شہروں کا یہ شہر اپنے سالانہ جلسہ کیلئے گویا ایک انگڑائی لے کر بیدار ہوتا تھا اور اپنے مہمانوں کے سواگت کیلئے یہ غریب دُلہن بہت پہلے سے ہی سجنا سنورنا شروع ہو جاتی تھی۔ تب آج جیسی مادی امارت اور چکا چوند تو یقیناً نہیں تھی لیکن جذبے اور سلیقے کی امارت بہت تھی جس کی نمائش قدم قدم پر اور دل کھول کر کی جاتی تھی۔ جماعتی عمارات اور مکانات وغیرہ کی تعمیر و تزئین تو ہوتی ہی تھی، بے شمار غریب مکان بھی جیسے گھر بننے کی تیاریوں میں مصروف ہو جاتے تھے۔ سال بھر سے نظر انداز کئے ہوئے چھوٹے چھوٹے کام شروع ہو جاتے۔ حسب توفیق مرمت و آرائش اور رنگ و روغن کا اہتمام ہونے لگتا۔ اور کچھ نہیں تو در و دیوار کو سفیدی تو ضرور ہی نصیب ہو جاتی تھی۔ کچن کو سٹور اور سٹور کو کمرہ بنا کر مہمانوں کیلئے زیادہ سے زیادہ گنجائش پیدا کی جاتی۔ مزید تعمیر کی توفیق یا وسعت نہ ہوتی تو صحن میں ایک دو خیمے ایستادہ کر لئے جاتے تھے۔ گھر میں موجود بستروں، رضائیوں، چارپائیوں کا شمار ہونے لگتا تھا۔ نئی پلیٹوں، پیالیوں کی فکر ہوتی۔ لنگر سے کھانا لانے کیلئے نئی بالٹیاں اور ''پونے'' خریدے جاتے تھے۔ گھروں سے باہر اجتماعی وقارِ عملوں سے عموماً کچی سڑکیں اور ناپختہ گلیاں صاف اور ہموار ہونے لگتی تھیں۔ درختوں، پودوں کی کٹائی چھدرائی ہوتی، جھاڑ جھنکار ہٹایا جاتا، مسلسل چھڑکاؤ ہوتا اور دنوں میں سارا شہر اُجلا اُجلا اور نکھرا نکھرا نظر آنے لگتا۔ شہر بھر کی فضا جیسے نیا پیرہن پہن لیتی اور سارے مکان اور ان کے مکین جیسے زندگی کے کسی اور ہی رنگ میں رنگین ہو جاتے تھے۔ سارے بام و در اور سارے گھر سج سنور کر اور گویا منڈیروں پر دیئے جلا کر کسی کی راہ تکنے لگتے تھے۔

جُوں جُوں دسمبر آگے بڑھتا، لگتا کہ یہ شہر ہر روز ایک نئی کروٹ بدل رہا ہے۔ رفتہ رفتہ ساری فضا میں کسیر کی خوشبو اور اس خوشبو کو لانے والے اونٹوں کی گھنٹیوں کا نغمہ فضا میں گونجنے لگتا۔ کھلے میدانوں میں شامیانوں اور خیموں کے رنگ پھیل جاتے۔ چھوٹے چھوٹے عارضی غسل خانوں کی قطاریں نمودار ہو جاتیں۔ گھروں، گلیوں، بازاروں میں ہر دن کے ساتھ گہما گہمی اور رونق بڑھنے لگتی تھی۔ گولبازار کے سب سے نمایاں کارنر پر شیزان کا بہت بڑا اسٹال ایستادہ ہو جاتا اور عارضی طور پر بنائے گئے بڑے بڑے ریستوران سج جاتے تھے جن کے دروازوں پر گرز بردار نامور پہلوانوں کی بڑی بڑی تصاویر آویزاں ہوا کرتی تھیں۔ اسی طرح کے ایک بڑے بورڈ پر محمد علی کلے کی تصویر کے نیچے جلی لفظوں میں لکھا ہوتا تھا ''میں مسلمان ہوں مجھے کوئی نہیں ہرا سکتا'' اور یہ الفاظ ہر احمدی کے دل کی آواز محسوس ہوا کرتے تھے۔

پھر دسمبر کا آخری عشرہ شروع ہوتا اور وہ دن آ جاتے کہ گویا ع

دن گنا کرتے تھے جس دن کیلئے

21 دسمبر کو دفتر جلسہ سالانہ کے صحن میں ڈیوٹیوں کے باقاعدہ آغاز کی تقریب ہوتی جس میں خلیفہ وقت بنفس نفیس تشریف لا کر خطاب فرماتے اور دُعاؤں سے نوازتے تھے۔ اس آغاز کے ساتھ ہی بے شمار روشن چہروں والے نوجوانوں کے کندھوں پر اپنی اپنی مفوضہ خدمت سے متعلقہ ''بِلّے'' سج جاتے اور گویا اگلے ہفتہ عشرہ کیلئے ہر قسم کے آرام و آسائش سے بے نیازی اور صرف خدمت، خدمت اور خدمت کا بگل بج جاتا تھا۔ معزز مہمانوں کی آمد بڑھ جاتی تو ریلوے اسٹیشن اور لاری اڈہ پر استقبالیہ کے دفتر قائم کر دیئے جاتے تھے۔ مہمانوں اور اُن کے گول مول سے لپٹے ہوئے بستروں سے بھری ہوئی بسیں آتیں تو فضا دُعائیہ اور استقبالیہ نعروں سے گونج اٹھتی۔ خدام و اطفال لپک کر آگے بڑھتے اور اپنی جسامتوں سے بڑے اور طاقتوں سے وزنی بستر اُٹھانے کی کوشش کرتے تو مہمانوں کی محبتیں اور میزبانوں کی مسکراہٹیں دیدنی ہوتیں۔ دفاتر صدر انجمن کے ایک کونہ میں ''معلومات و گم شدہ اشیاء'' کا دفتر قائم کر دیا جاتا تھا۔ جہاں سے دن رات نظمیں، استقبالیہ کلمات اور اپنے بچوں اور سامان کی خاص حفاظت کرنے کے اعلانات گونجتے رہتے تھے۔ سڑکوں پر مہمانوں کا ہجوم بڑھتا تو کنوؤں اور مالٹوں کے ڈھیر اور سرما کے خشک میووں سے لدی ہوئی ریڑھیاں بھی کہیں سے نمودار ہو جاتیں۔ اُدھر ربوہ بھر میں پھیلے ہوئے لنگر خانوں کے اندر سے بڑے بڑے آلو گوشت کے سالن اور نہایت مخصوص ذائقہ والی دال کی اشتہاء انگیز خوشبو اُٹھنے لگتی تو باہر ہاتھوں میں بالٹیاں اور پونے لے کر کھڑے ہوئے خوش بخت میزبانوں کی لمبی قطاریں نظر آنے لگتی تھیں۔

27,26 اور 28 دسمبر کے دن آتے تو گویا مسافر اس منزل کو پا لیتے جس کیلئے طویل فاصلوں کے سفر کئے گئے تھے اور جیسے وہ شمع روشن ہو جاتی جس کیلئے نقدِ جاں ہتھیلیوں پر لئے پروانے ایک عمر سے سرگرداں تھے۔ مسجدِ اقصیٰ کے سامنے وسیع و عریض جلسہ گاہ میں مردوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر موجزن ہو جاتا اور خلافت لائبریری کے عقب میں زنانہ جلسہ گاہ سے مستورات اور بچوں کا خوشگوار شور سنائی دینے لگتا تھا۔ وجد و کیف اور وارفتگی کا ایک عجیب عالم طاری ہو جاتا تھا اور ساری فضا نعرہ ہائے تکبیر و توحید سے گونج اُٹھتی تھی اور یہ تین دن دِلوں کی سماعت اور روحوں کی بصارت کے ساتھ وجد آفریں فرمودات سنتے اور روح پرور نظارے دیکھتے ہوئے گویا لمحوں میں گزر جاتے تھے۔ دِلوں کے گداز اور روحوں کے اتصال کی ان کیفیات کو لفظوں میں بیان کرنا حقیقتاً ناممکن ہے۔ عجز بیان مانع نہ ہو تو وفورِ جذبات سے ہی قلم گنگ ہو کر رہ جاتا ہے کہ گویا

ع حرف میرے بے خبر ، الفاظ میرے بے صدا

پھر وہ وقت بھی آ جاتا کہ مسکراتے چہروں کے ساتھ آنے والے مہمان نمناک آنکھوں کے ساتھ رُخصت ہونے لگتے تھے۔ یہ اہل ربوہ کیلئے بڑا مشکل وقت ہوتا تھا۔ گویا ایک پاکیزہ نشہ میں سرشاری کی کیفیت ختم ہوئی اور گہری اُداسی کے طویل دن شروع ہو گئے۔ بہت دن تک دل و دماغ رنجور اور طبیعتیں اُچاٹ رہا کرتی تھیں۔ کوئی ہجر و وصال کا فلسفہ بیان کرنے کی کوشش کرتا تو آنکھیں بھیگ جایا کرتیں۔ ایسے کسی بھی تذکرے پر دل کے بہلانے کو ایک دوست ہمیشہ یہ شعر سنایا کرتے تھے

ے اب اُداس پھرتے ہو سردیوں کی شاموں میں
اس طرح تو ہوتا ہے اس طرح کے کاموں میں

اُداس پھرنے والوں، یاد رکھنے والوں، محبت کرنے والوں اور دُعائیں دینے والوں کو صرف یہ یاد دلانا ہے کہ ''دسمبر آگیا ہے''۔

❁❁❁❁❁

تعارف کتب

آصف محمود باسط

نام کتاب: لہو کی بوند بولے گی

مصنف: جمیل الرحمٰن

اشاعت اول: جولائی 2004ء

زمیں جب آنکھ کھولے گی
لہو کی بوند بولے گی

یہ دو مصرعے دو شعری مجموعوں کے نام ہیں مگر حسن ان کا یہ ہے کہ یہ اپنی ذات میں مکمل شعر ہیں۔ دونوں مصرعوں کو ایک شعر کی شکل میں پڑھ لیں تو جمیل الرحمٰن کا تعارف مکمل ہو جاتا ہے۔ لیکن ابھی بات کو آگے بڑھاتے ہیں کہ یہاں تعارف ان کے مجموعے کا مقصود ہے۔

کہتے ہیں کہ انسان کی فطرت تبدیل نہیں ہوتی، ہاں کچھ اس طرح سے channelise ہو سکتی ہے کہ تبدیل شدہ لگنے لگے۔ جمیل صاحب کے دونوں شعری مجموعوں کو پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ یہ بات کس قدر درست ہے۔

اپنی پہلی کتاب میں مستانہ وار، دیوانہ وار رقص کرتا ہوا جمیل الرحمٰن جب ''لہو کی بوند بولے گی'' کے مقام پر پہنچتا ہے تو اپنی تمام تر دیوانگی اور وحشت کے باوجود کچھ سکون میں دکھائی دیتا ہے۔ اس سکون کو سکوت سمجھ لینا درست نہ ہوگا۔ یہ جمیل کی تھکاوٹ نہیں بلکہ اس سکون کا احساس ہے جو منزل کا نشان نظر آنے پر کٹھن راہ سے گزر کر آنے والے حوصلہ مند مسافر کے روح و بدن کے لئے راحت کا باعث ہوتا ہے۔ ے

یہ خامشی کسی طوفاں کی علامت ہے

جب نشانِ منزل نظر آ جائے تو مسافر اور بھی سبک رفتار ہو جایا کرتے ہیں۔ جمیل نشان منزل کی شناخت اور پہچان کی منزل پر کھڑے ہیں، بلکہ ایستادہ ہیں۔ 'زمیں جب آنکھ کھولے گی' حبیب جالب کی 'میں نہیں جانتا، میں نہیں مانتا' کا رنگ لئے ہوئے ہے۔ جبکہ 'لہو کی بوند بولے گی' فیض احمد فیض کی 'جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے' والا غرورِ عشق کا بانکپن لئے ہوئے ہے۔ منزل پہ پہنچ کر کیا رنگ ہو، یہ وقت بتائے گا۔ مگر پھر یہ بھی تو ہے کہ جمیل صاحب جس راہ کے مسافر ہیں اس کی منزل کہاں آیا کرتی ہے۔ اس راہ میں تو نشان منزل ہی نظر آ جائے تو بڑی بات۔ ہاں منزل کا نشان اپنا رنگ روپ، اپنے زاویے، اپنی جہتیں بدلتا رہتا ہے اور یوں یہ سفر دنیا کے ہر سفر سے حسین تر ہے۔

جمیل صاحب بنیادی طور پر نظم کے شاعر ہیں۔ ایک نظم کا شاعر اور پھر اس قدر قادر الکلام۔ ترانہ کیسے نہ لکھتا۔ مگر ہر نظم گو اور قادر الکلام شاعر لازماً ترانہ نہیں لکھا کرتا۔ ترانہ کے اجزائے ترکیبی میں بنیادی حیثیت عزم کو حاصل ہے۔ یہاں جمیل صاحب کی وہ محبت کام آتی ہے جو ان کے قبیلے کے سوا کسی دوسرے قبیلے کے شعراء کو نصیب نہ ہوئی ہوگی۔ یہ بے مثال عشق ان کے عزم کا ماخذ ہے۔

ان کے ترانوں کی خصوصیت یہ ہے کہ اپنے قاری کو زیادہ سوچنے پر مجبور نہیں کرتے۔ ہماری مراد احمدی قاری ہے، ورنہ غیر احمدی قاری تو کسی بھی ترانے کو قابل غور پائے گا کہ ترانے کا جزو اعظم اس کے فہم سے بالاتر ہے۔ عنوان سیدھا، بات سیدھی۔ کہیں کوئی پیچ نہیں۔ یہی خصوصیت جمیل صاحب کے کلام کو عوامی بناتی ہے۔ پھر جب قاری کے عقائد منظوم حالت میں اس کے سامنے آئیں تو قاری جھوم ہی تو اٹھتا ہے۔ جب جذبات منظوم ہو کر طاقتور ہو جاتے ہیں تو عقائد کی تو کیا ہی بات۔

'لہو کی بوند بولے گی' جذبات اور عقائد کو جس نغمگی کے ساتھ یکجان کرتی ہے، وہ صرف اسے پڑھ کر ہی محسوس کیا جا سکتا ہے۔ نظم اور ترانے کے بند بطور اقتباس پیش کرنا اس لئے محال ہے کہ نظم اور ترانہ اپنے مکمل تناظر میں پڑھا جائے تو لطف دیتا ہے۔ ورنہ یہی بات ہے کہ کوئی سرخ رنگ دکھا کر کہے کہ ایک بہت خوبصورت تصویر دیکھی تھی، اس کا ایک رنگ یہ بھی تھا۔

❁❁❁❁❁

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

اعلیٰ معیار کی ضامن

چناب سویٹس

ہمارے ہاں ہر قسم کی مٹھائیاں، سموسے، پکوڑے آرڈر پر بھی تیار کئے جاتے ہیں۔

بلجیم، ہالینڈ کے لئے بڑے آرڈر پر سپلائی کا انتظام بھی موجود ہے

Chanab Sweets
Bieberer Str. 165-63179 Obertshausen
Germany
Tel: 06104 800612 Fax: 06104 409347
Mobile: 0162 8909960

نمازہائے جنازہ

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 2ردسمبر 2004ء قبل ازنمازظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **مکرم محمد انورعارف صاحب (ابن مکرم محمد عامل بدرصاحب آف سرگودھا)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مرحوم مورخہ 28رنومبر 2004ء کو لندن میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔مرحوم گزشتہ دوسال سے بعارضہ کینسر بیمار تھے۔بوقت وفات آپ کی عمر 51سال تھی۔ آپ مکرم محمد اشرف عارف صاحب (مربی سلسلہ کیلگری کینیڈا) کے چھوٹے بھائی تھے۔آپ کوکراچی حلقہ نوراورکراچی ساؤتھ میں مختلف شعبہ جات میں خدمات سلسلہ کی توفیق ملی۔ بہت غریب پروراورنیک انسان تھے۔آپ نے بیوہ کے علاوہ تین بیٹیاں یادگارچھوڑی ہیں۔

نمازجنازہ غائب

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی:

(1)مکرمہ عامرہ ممتاز صاحبہ (اہلیہ مکرم حکیم محمد اسلم فاروقی صاحب ربوہ)۔مرحومہ مورخہ 24/اکتوبر 2004ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔آپ موصیہ تھیں۔نہایت نیک، خلیق، دعاگواورمتقی خاتون تھیں۔

(2)مکرمہ زرینہ بی بی صاحبہ (اہلیہ مکرم حکیم محمدافضل فاروق صاحب۔اُوچ شریف)۔مرحومہ بقضائے الٰہی وفات پاگئی تھیں۔ آپ مکرم محمد اکرم عمرصاحب (مربی سلسلہ سپین اور گوئٹے مالا) کی والدہ تھیں۔نہایت نیک،صاحب رؤیا وکشوف اورخلافت سے سچا پیار کرنے والی مخلص بزرگ خاتون تھیں۔آپ نے4بیٹیاں اور6بیٹے یادگارچھوڑے ہیں۔

(3)مکرم چوہدری نورالدین امجد خان صاحب (ڈھاکہ۔بنگلہ دیش)۔ مرحوم مورخہ 9رنومبر 2004ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے ۔مرحوم کی عمر 72سال تھی ۔آپ مکرم خان بہادر ابوالہاشم خان چوہدری صاحب کے چھوٹے بیٹے تھے۔ آپ محترم معبد الاوّل خانصاحب(مربی سلسلہ) کے ماموں تھے۔

❁❁❁❁❁

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 2ردسمبر 2004ء قبل ازنمازظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **(1)مکرمہ امۃ الحفیظ قریشی صاحبہ (اہلیہ مکرم قریشی عبدلغنی صاحب مرحوم آف گولبازارربوہ)اور (2)مکرم میاں عبدالمجید صاحب (ابن مکرم میاں عبدالرحمان صاحب آف جموں کشمیر)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مکرمہ امۃ الحفیظ قریشی صاحبہ،لندن میں اپنے داماد مکرم ضیاء الحق قریشی صاحب کے پاس آئی ہوئی تھیں کہ مورخہ 3ردسمبر2004ء بروز جمعہ کواچانک ہارٹ اٹیک سے وفات پاگئیں۔مرحومہ مکرم عبدالجلیل صادق صاحب (پروفیسر) اورمکرم عبدالحلیم قریشی صاحب (افسر امانت تحریک جدید) کی والدہ تھیں۔مرحومہ نہایت نیک،ملنسار اورمخلص خاتون تھیں۔

مکرم میاں عبد المجید صاحب مورخہ 4ردسمبر 2004ء کولندن میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔مرحوم حضرت مستری فیض احمد صاحب رضی اللہ عنہ (صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کے پوتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 4بیٹیاں اوردوبیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

نمازجنازہ غائب

اس کے ساتھ ہی **مکرمہ رقیہ پیرصاحبہ (اہلیہ مکرم پیرحبیب الرحمان صاحب فلاڈیلفیا، امریکہ)** کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

مکرمہ رقیہ پیرصاحبہ مورخہ12/اگست2004ء کومختصر علالت کے بعدامریکہ میں وفات پاگئیں۔ مرحومہ نے جنزل سیکرٹری سانگرھ اورسیکرٹری ناصرات فلاڈیلفیا کے طور پرخدمت کی توفیق پائی۔انتہائی صابر وشاکراورخداتعالیٰ کی رضاپرراضی رہنے والی ایک نیک خاتون تھیں۔آپ نے پسماندگان میں 2بیٹیاں اور ایک بیٹایادگارچھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے ان کے درجات بلندفرمائے اوران کے لواحقین کوصبرجمیل کی توفیق دے اورخود اُن کا نگہبان ہو۔آمین۔ ❁❁❁❁

الفضل خود بھی پڑھئے اوراپنے زیرتبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔

(مینجر)

بقیہ: حاصل مطالعہ از صفحہ نمبر 16

سے متأثر ہوکرنیم سرکاری اخبارسول اینڈ ملٹری گزٹ (24/اکتوبر1894ء) نے واضح طور پرلکھا کہ مرزاصاحب کسی وقت بھی حکومت انگریزی کے اقتدار کا تختہ الٹ سکتے ہیں۔اس اثر ورسوخ کے بل بوتے پرمولوی کرم دین آف بھیں ضلع جہلم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اورآپ کی جماعت پرانگریزی حکومت کی بغاوت اورعیسائی پادریوں کی توہین کاالزام لگایااوراس کی کڑی نگرانی کی ضرورت کرنے کی ناپاک سازش کی۔

چنانچہ لکھا:’’گورنمنٹ کواپنی وفادارمسلمان رعایا پراطمینان ہےاورگورنمنٹ کوخوب معلوم ہے کہ مرزاجی جیسے مہدی مسیح وغیرہ بننے والے ہی کوئی نہ کوئی آفت سلطنت میں برپا کیا کرتے ہیں۔مسلمان تو یہ زمانہ مہدی و مسیح کا قرارہی نہیں دیتے ۔کیونکہ یہ امن اور انصاف وعدل کا زمانہ ہےاورخَلقِ خدا کو ہرطرح سے اس سلطنت کے سایہ میں امن اورآسائش حاصل ہے اورمہدی اور مسیح کے آنے کی جب ضرورت ہوگی کہ عنان سلطنت سخت ظالم اورجفاپیشہ بادشاہ کے ہاتھ میں ہوگی اورروئے زمین پرکشت وخون اورفتنہ وفساد کا طوفان برپاہوگا۔اس وقت اس کی ضرورت ہوگی کہ الہ العالمین اپنی مخلوق کی حفاظت اورآسائش وامن گستری کے لئےکسی انصاف مجسّم امام بادشاہ اسلام (مہدی و مسیح) کومبعوث فرمائیں لیکن مرزاجی نے تو مسلمانوں میں یہ خیال پیداکردیا ہے کہ مہدی و مسیح کا یہی زمانہ ہےاورقادیان ضلع گورداسپور میں وہ مہدی و مسیح بیٹھا ہوا ہے۔وہ کسرصلیب کے لئے مبعوث ہوا ہے تا کہ عیسویت کومحوکرکے اسلام کوروشن کرے اور یہ بھی برملا کہتا ہے کہ خدانے اسے بتلادیا ہے کہ سلطنت بھی اسی کو ملنے والی ہے۔چنانچہ اس نے اپنی متعددتصانیف میں یہ الہام وکشف سنایاہے کہ خدانے اسے بتلادیا ہے کہ بادشاہ اس کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔بلکہ یہ بھی لکھ دیاہے کہ وہ بادشاہ اسے دکھائے بھی گئے ہیں اوریہ بھی کہتا ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہت مرزائیوں کی جماعت کوکسی زمانہ میں ملے گی۔

اب خیال فرمائیے کہ یہ خیال کہاں تک خوفناک خیال ہے جبکہ مرزاجی نے یہ الہام ظاہرکرکے پیش گوئی کردی ہے کہ بادشاہ اسکے حلقہ بگوش ہوں گے اور بادشاہت مرزائیوں کوملے گی کیاعجب کہ ایک زمانہ میں مرزائیوں کو جواس کی پیشین گوئیاں پوراکرنے کے لئے اپنی جانیں دینےکوتیارہیں (جیسا کہ اپنے بیان میں وہ لکھ چکا ہے کہ اس کے مرید جان و مال اس پر قربان کئے بیٹھے ہیں) یہ جوش آجائے کہ اس پیشگوئی کو پوراکیاجائے اوروہ کوئی فتنہ وبغاوت برپاکریں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ مرزاجی نے مسلمانوں کونصاریٰ سے سخت بدظن اورمشتعل کررکھا ہے۔وہ دجّال سمجھتے ہیں تونصاریٰ کو۔خرِ دجّال کہتے ہیں توریلوے کو۔اب سوال یہ ہے کہ یہ ریلوے کس نے جاری کررکھی ہے۔ جب یہ خردجّال ہے تو اس کے چلانے والے بادشاہ وقت کو ہی یہ دجال کہتے ہیں اورمسلمانوں کواس کے برخلاف سخت مشتعل کررہے ہیں گورنمنٹ کو ایسے اشخاص کاہروقت خیال رکھنا چاہئے۔یہاں گنجائش نہیں ہم کسی وقت اس بارہ میں مفصّل بحث کرکے گورنمنٹ کو اس کے خطرناک خیالات سے مطلع کریں گے۔‘‘

(تازیانہ عبرت۔صفحہ 94,93)

مولوی کرم دین صاحب نے یہ کتاب1932ء کے لگ بھگ مسلم پرنٹنگ پریس لاہورسے شائع کرائی اورآخر میں بڑے فخرسے لکھا کہ میرے فوجداری مقدمہ میں انگریز جج نے 8/اکتوبر 1904ء کو 500روپیہ جرمانہ کیاتھااورمیں صاف بچ گیا۔

اب ان مکفّر علماء کے پرستار خدارا غورفرمائیں کہ یہ کیسی منافقت اوردورُخی پالیسی ہے۔برٹش انڈیا میں ان کے مذہبی رہنماانگریزوں کومشتعل کرنے کے لئے احمدیوں کوانگریزی حکومت کا باغی کہتے تھے۔اور اب ان کی باقیات جماعت احمدیہ کے خلاف انگریز کا خود کاشتہ پودا ہونے کا ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں۔یہ فیصلہ کرنا بھی ان کا فرض ہے کہ انگریزی عہد کے مُلاّ کذّاب تھے یاان کی پاکستانی باقیات؟

❁❁❁❁❁❁

الفضل انٹرنیشنل میں

اشتہاردےکر

اپنی تجارت کوفروغ دیں۔

(مینیجر)

KENWRIGHT & LYNCH SOLICITORS
& COMMISSIONERS FOR OATHS

Our legal advice includes:

Immigration, Asylum , Nationality ,Work Permits, Business Visas, ECO matters & Appeals, Conveyancing, Landlord & Tenants, Family & Ancillary matters, Employment .

Contact:

Robyn Lynch, Martin Chambers Solicitors.

2 Mitcham Road Tooting Broadway London SW17 0TF

Tel: 020 8767 1211 Fax: 020 8672 0486.

Freephone: 0800 716929

Email: Kenwrightlynch@legaleys.fsnet.co.uk

LEGAL AID FRANCHISE

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ ۲۰۰۴ء کے دوران ’’الفضل ڈائجسٹ‘‘ کی زینت بننے والے مضامین کا انڈیکس ذیل میں پیش ہے۔ اس کی تیاری میں اگرچہ ہر ممکن احتیاط برتی گئی ہے تاہم کسی فروگذاشت کی صورت میں ادارہ معذرت خواہ ہے۔

خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TL U.K.

’’الفضل ڈائجسٹ‘‘ کے پہلے دو سال کے مضامین مکمل انڈیکس کے ساتھ ویب سائٹ کی زینت بنائے جاچکے ہیں۔ ہماری ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

۲/ جنوری ۲۰۰۴ء = شمارہ ۱

☆ بیعت کے بعد افراد جماعت میں پاک تبدیلیاں
از مکرم عبدالسمیع خان صاحب

☆ مکرم عبدالکریم قدسی صاحب کی نظم سے انتخاب
’’آنکھ ہے نمناک، دل مسرور ہے‘‘

☆ مکرمہ امۃالباری ناصر صاحبہ کی نظم سے انتخاب
’’ٹی۔وی کھولیں تو ترا چہرہ نظر آتا ہے‘‘

☆ مکرم جمیل الرحمٰن صاحب کی نظم سے انتخاب:
’’مرا حبیب، مری جاں، وہ آفتاب مرا‘‘

☆ مکرم ظہورالدین بابر صاحب کی نظم سے انتخاب:
’’کانوں میں زندگی کا رَس گھولتا ہوا‘‘

۹/ جنوری ۲۰۰۴ء = شمارہ ۲

☆ حضرت شیخ عبدالرحیم شرما صاحبؓ
از مکرم خالد محمود شرما صاحب

☆ خدام الاحمدیہ کینیڈا کے رسالہ ’’النداء‘‘ کا تعارف

☆ مکرم نجیب احمد فہیم صاحب کی نظم سے انتخاب:
’’کل رات تیری بستی کہ جاں سے گزر گئی‘‘

۱۶/ جنوری ۲۰۰۴ء = شمارہ ۳

☆ حضرت خالدؓ بن سعید از مکرم فرید احمد صاحب

☆ محترم سید احمد علی شاہ صاحب کی وفات

☆ اعزازات (مکرم پروفیسر ڈاکٹر صابرالدین صدیقی صاحب، مکرم عبدالکریم قدسی صاحب، مکرمہ عائشہ مریم صاحبہ، مکرمہ امۃالاعلیٰ خان صاحبہ، مکرمہ سدرہ سیف صاحبہ، مکرم نفیس احمد طاہر صاحب، مکرم مبشر احمد باجوہ صاحب، مکرم طاہر احمد ملک صاحب)

☆ الکندیؒ از مکرم عبدالکبیر قمر صاحب

☆ مکرم محمد سلیم اختر صاحب کی نظم سے انتخاب
’’اک سیل رواں تھا اشکوں کا، باضبط نگاہوں کی جانب‘‘

☆ مکرم عبدالمنان ناہید صاحب کی نظم سے انتخاب
’’جانے والے! تری رفاقت کا‘‘

۲۳/ جنوری ۲۰۰۴ء = شمارہ ۴

☆ محترم مولانا عبدالسلام طاہر صاحب
از مکرم جری اللہ راشد صاحب

☆ مکرم عبدالکریم خالد صاحب کی وفات

☆ حضرت ڈاکٹر گوہر دین صاحبؓ
از مکرم ملک سلطان رشید صاحب

☆ مکرم مظفر احمد باجوہ صاحب از مکرم ریاض محمود باجوہ صاحب و مکرم شاہد باجوہ صاحب

☆ موسیقی! از مکرمہ مقصودہ پروین صاحبہ

☆ مکرم منصور احمد منصور صاحب کی نظم سے انتخاب
’’رضائے الٰہی پہ گردن جھکائے، جو ہم مسکرائے......‘‘

☆ مکرم ایم۔ آر۔ ساحر صاحب کی نظم سے انتخاب
’’بادباں بھی وہی، ناؤ بھی، کنارے بھی وہی‘‘

۳۰/ جنوری ۲۰۰۴ء = شمارہ ۵

☆ اصحاب احمدؑ کی قبولیت دعا
از مکرم عطاءالوحید باجوہ صاحب

☆ محترم گل محمد خان صاحب
از مکرم طاہر احمد کاشف صاحب

☆ محترم حکیم غلام رسول صاحب
از مکرم مرزا خلیل احمد قمر صاحب

☆ اعزاز (مکرم طاہر احمد ملک صاحب، مکرم نوید احمد خالد صاحب، مکرم مبشر احمد باجوہ صاحب، مکرم غالب احمد اسامہ صاحب، مکرمہ صوبیہ ارشد صاحبہ)

☆ مکرم عبدالکریم قدسی صاحب کی نظم سے انتخاب
’’ہے ابھی تک ابتلا کا سلسلہ‘‘

☆ مکرم بشارت احمد بشارت صاحب کی نظم سے انتخاب
’’جیا تو بن کے جیا آہنی دیوار کوئی‘‘

☆ مکرم سید نصیر احمد صاحب کی نظم سے انتخاب
’’حصار ذات ہیں اب تک جو یار کی باتیں‘‘

۶/ فروری ۲۰۰۴ء = شمارہ ۶

☆ حضرت بابو قاسم الدین صاحب
از مکرم چودھری عبدالرحمٰن صاحب

☆ محترم مولوی خلیل الرحمٰن صاحب
از مکرمہ شازیہ باسط خان صاحبہ

☆ مکرمہ سردار بیگم صاحبہ از مکرم عبداللطیف صاحب

☆ مکرم عبدالکریم خالد صاحب کی نظم سے انتخاب
’’مسرورِ دل پذیر، سرور نگاہ و جاں‘‘

☆ مکرم قریشی داؤد احمد ساجد صاحب کی نظم سے انتخاب
’’اک نیا ہم نے کیا عہد وفا آج کی رات‘‘

☆ محترم خلیفہ صباح الدین صاحب کی وفات

☆ مکرمہ رقیہ بیگم صاحبہ بقاپوری
از مکرم ڈاکٹر اسحاق بقاپوری صاحب

☆ مکرمہ بشریٰ اولیانکا صاحبہ کی اسلام میں واپسی (سرگزشت)

☆ مکرم عبدالصمد قریشی صاحب کی نظم سے انتخاب
’’چشمۂ فیض کہ ہر آن رواں رہتا ہے‘‘

☆ مکرم ناصر احمد سید صاحب کی نظم سے انتخاب
’’سورج تھا، کہکشاؤں کے جھرمٹ قریب تھے‘‘

۱۳/ فروری ۲۰۰۴ء = شمارہ ۷

☆ حضرت چودھری محمد ظفراللہ خان صاحبؓ
از مکرم ڈاکٹر مسعودالحسن نوری صاحب

☆ مکرم حافظ عبدالرشید صاحب آف ننکانہ
از مکرم سعید احمد اظہر صاحب

☆ اعزاز (مکرم عبدالکریم قدسی صاحب)

☆ مکرم عبدالسلام اسلام صاحب کی نظم سے انتخاب
’’دھوپ میں سارے کھڑے تھے، سائباں کوئی نہ تھا‘‘

☆ مکرم سلیم الدین سیف صاحب کی نظم سے انتخاب
’’سارا چمن اداس ہے وہ گلبدن گیا‘‘

۲۰/ فروری ۲۰۰۴ء = شمارہ ۸

☆ محترم میاں اقبال احمد صاحب ایڈووکیٹ از مکرمہ مبشرۃالرحمٰن صاحبہ + مکرمہ امۃالقدوس صاحبہ

☆ مکرمہ مسرت رضوان صاحبہ
از مکرم احمد بخش خان صاحب بزدار

☆ ایک دعا اور اسکی تاثیر از مکرم خواجہ گل محمد صاحب

☆ مکرم ڈاکٹر مہدی علی صاحب کی نظم سے انتخاب
’’بہیں اشک کیوں نہ پیارے، نہیں ضبط غم کا یارا‘‘

☆ مکرمہ زینت نصرت تنویر صاحبہ کی نظم سے انتخاب
’’سیدا! آپ جو باطل کے مقابل ٹھہرے‘‘

۲۷/ فروری ۲۰۰۴ء = شمارہ ۹

☆ حضرت خلیفۃالمسیح الخامس کی قبولیت دعا
از مکرم نصیر احمد نجم صاحب

☆ حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ از روایات متفرق احباب

☆ مکرم چودھری محمود احمد عارف صاحب درویش قادیان کی داستان

☆ اعزاز (مکرم ڈاکٹر طارق محمود صاحب، مکرم وقاص حسن صاحب)

☆ مکرمہ امۃالقدوس صاحبہ کی نظم سے انتخاب:
’’بے سبب سی ہے اداسی رونقوں کے باوجود‘‘

☆ مکرم جمیل الرحمٰن صاحب کی نظم سے انتخاب:
’’زندگی خواب پریشان سے بیدار ہوئی‘‘

۵/ مارچ ۲۰۰۴ء = شمارہ ۱۰

☆ سیرۃ حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ از حضرت طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ، مکرم محمد یونس خالد صاحب، مکرم فہیم احمد خادم صاحب، مکرم عبدالصمد قریشی صاحب، مکرم ملک سلطان احمد صاحب

☆ مکرم ڈاکٹر عارف ثاقب صاحب کی نظم سے انتخاب
’’وہ جو دُور دیس میں بس گیا، وہ جو دیکھنے میں غریب تھا‘‘

۱۲/ مارچ ۲۰۰۴ء = شمارہ ۱۱

☆ سیرۃ حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ از مکرم صفدر علی وڑائچ صاحب، مکرم ارشاد احمد خان صاحب، مکرم پیر محمد عالم صاحب

☆ مکرم حمید المحامد صاحب کی نظم سے انتخاب
’’وہ دُور تھا مگر قلب و نظر میں رہتا تھا‘‘

☆ مکرم سلیم شاہجہانپوری صاحب کی نظم سے انتخاب
’’تیرا خیال کرامت ترا قلم اعجاز‘‘

۱۹/ مارچ ۲۰۰۴ء = شمارہ ۱۲

☆ حضرت مصلح موعودؓ کے بیان فرمودہ حضرت مسیح موعودؑ کے ایمان افروز واقعات از مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب

☆ صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کی قبولیت دعا از مکرم عطاء الوحید باجوہ صاحب (حضرت خلیفۃالمسیح الاوّلؓ، حضرت خلیفۃالمسیح الثانیؓ، حضرت چودھری محمد ظفراللہ خان صاحبؓ، حضرت خیر دین صاحب، حضرت حافظ محمد حسین صاحب، حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ)

۲۶/ مارچ ۲۰۰۴ء = شمارہ ۱۳

☆ صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کی شفاء سے متعلق قبولیت دعا از مکرم عطاءالوحید باجوہ صاحب

۲/ اپریل ۲۰۰۴ء = شمارہ ۱۴

☆ روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ کا سیدنا طاہر نمبر

☆ حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ کا خصوصی پیغام

☆ حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ کا خطبہ ۲ جولائی ۱۹۸۲ء

☆ سیرۃ حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ...... حضورؒ کے الفاظ میں (مرتبہ: عبدالستار خان صاحب)

☆ مکرمہ تہمینہ ثمین صاحبہ کی ایک نظم سے انتخاب
’’اک ہجر میرے شہر کی آنکھوں میں بسا کے‘‘

☆ حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ کی سیرۃ از مکرم چودھری محمد ابراہیم صاحب + مکرم چودھری شبیر احمد صاحب + مکرم عطاءالمجیب راشد صاحب

۹/ اپریل ۲۰۰۴ء = شمارہ ۱۵

☆ سیرۃ حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ از مکرمہ صاحبزادی فائزہ لقمان صاحبہ + مکرم مسعود احمد دہلوی صاحب

☆ مکرم سلیم شاہجہانپوری صاحب کی نظم سے انتخاب
’’فضائے عالم امکاں پہ چھا گیا وہ شخص‘‘

۱۶/ اپریل ۲۰۰۴ء = شمارہ ۱۶

☆ حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ کی قبولیت دعا از مکرم ساجد محمود بٹر صاحب

☆ حضورؒ کی یادیں از مکرم نعیم اللہ خان صاحب

☆ حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ کا انکسار
از حضرت مرزا عبدالحق صاحب

☆ حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ کا ارشاد ’’باہمی محبت اور خلیفہ سے محبت‘‘

۲۳/ اپریل ۲۰۰۴ء = شمارہ ۱۷

☆ حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ
از مکرم شیخ محمد عامر صاحب

☆ حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ کو غیروں کا خراج تحسین

۳۰/ اپریل ۲۰۰۴ء = شمارہ ۱۸

☆ حضور انور ایدہ اللہ کا لجنہ کے لئے خصوصی پیغام

☆ سیرۃ سیدنا حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ
از مکرم بشیر احمد صاحب، مکرم عبدالباری ملک صاحب، مکرمہ امۃالقدیر ارشاد صاحبہ

☆ مکرمہ فرحت ضیاء راٹھور صاحبہ کی نظم سے انتخاب
’’دکھ درد کی وہ رات بڑی جان گُسل تھی‘‘

☆ مکرمہ فرح جبیں صاحبہ کی ایک نظم سے انتخاب
’’اک درد تھا کہ جس کا مداوا نہ ہو سکا‘‘

۷/ مئی ۲۰۰۴ء = شمارہ ۱۹

☆ حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ کی بیماری اور وفات
از مکرم ڈاکٹر مسعودالحسن نوری صاحب

☆ حضورؒ کی سیرۃ کے حوالہ سے انٹرویوز
از حضرت سیدہ صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ، محترمہ صاحبزادی امۃالباسط صاحبہ، محترمہ صاحبزادی امۃالنصیر صاحبہ، محترمہ صاحبزادی طاہرہ بیگم صاحبہ

☆ مکرم پروفیسر محمد اسلم صابر صاحب کی ایک عربی نظم سے انتخاب
’’وَلَقِیْتَ رَبَّكَ رَاضِیاً‘‘

☆ مکرمہ فرح جبیں صاحبہ کا ایک قطعہ
’’اجل یہ روپ عجب آہ تم نے دکھلایا‘‘

☆ مکرم عبدالسلام اسلام صاحب کی نظم سے انتخاب
’’جو تھا سراپا ناز وہ آخر چلا گیا‘‘

۱۴/ مئی ۲۰۰۴ء = شمارہ ۲۰

☆ حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ کی قبولیت دعا
از مکرمہ شمیم قادر صاحبہ

☆ حضورؒ کی شفقت از مکرم سید شمشاد احمد ناصر صاحب

☆ ہفت روزہ ’’بدر‘‘ کا سیدنا طاہر نمبر اور حضورؒ کا اراکین مجلس انتخاب سے خطاب

☆ سیرۃ حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ از مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب

☆ سلسلہ خلافت از مکرمہ لئیقہ منیب صاحبہ

☆ مکرمہ امۃالقدیر ارشاد صاحبہ کی نظم سے انتخاب
’’کیسی تاریکی سی تاریکی ہے ساکن ہے ہوا‘‘

۲۱/ مئی ۲۰۰۴ء = شمارہ ۲۱

☆ حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ کی قادیان میں تشریف آوری از مکرم محمد انعام غوری صاحب

☆ حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ کی انتھک محنت از مکرم عطاء المجیب راشد صاحب

☆ مکرمہ مبشرہ بشارت صاحبہ کی نظم سے انتخاب:
’’تری ہر اِک ادا، ہنسنا ہنسانا کتنا پیارا تھا‘‘

۲۸/ مئی ۲۰۰۴ء = شمارہ ۲۲

☆ حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ کی اسیران کے ساتھ شفقت از مکرم محمد الیاس منیر صاحب

☆ مکرم انور ندیم علوی صاحب کے کلام سے انتخاب:
’’سانسوں میں بسنے والے کیوں دُور ہوگئے ہیں‘‘

۴/ جون ۲۰۰۴ء = شمارہ ۲۳

☆ حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ کی تحریک دعوت الی اللہ
از مکرم ظہیر احمد خادم صاحب

☆ حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ کی نو مسلموں کی حفاظت

کے لئے نصیحت از مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب
☆ شفیق و مہربان آقا از مکرم رفیق احمد حیات صاحب
☆ داستان درویش...... از مکرم مولانا عبدالقادر صاحب دہلوی
☆ حضرت منشی محمد اروڑے خانصاحبؓ از مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب
☆ مکرم جمیل الرحمٰن صاحب کی نظم سے انتخاب
"چشم بینا کے لئے کیا کیا نظارے دے گیا"
۱۱؍جون ۲۰۰۴ء = شمارہ ۲۴
☆ حضرت لقمانؑ از مکرم محمد عمر فاروق صاحب
☆ محترم چودھری مسعود احمد سوہاوی صاحب از مکرم سہیل احمد ثاقب بسرا صاحب
☆ مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب از مکرم محمد اسماعیل منیر صاحب
☆ اخلاق پر خوراک کا اثر از مکرم عبدالسمیع خان صاحب
☆ مکرمہ رفعت شہناز صاحبہ کی نظم سے انتخاب:
"الٰہی دعا کا ثمر چاہئے"
۱۸؍جون ۲۰۰۴ء = شمارہ ۲۵
☆ حضرت مسیح موعودؑ کا اکرام ضیف
از مکرم احمد طاہر مرزا صاحب
☆ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ
از مکرم سید جمیل احمد شاہ صاحب
☆ حضرت مولوی رحمت علی صاحبؓ
از مکرم عطاء الوحید باجوہ صاحب
☆ محترم صوبیدار عبدالمنان دہلوی صاحب
از مکرمہ امۃ الرحیم صاحبہ
☆ مکرمہ درّ ثمین طاہر صاحبہ کی نظم سے انتخاب:
"آپ کے جو قلم سے رقم ہوگئی"
۲۵؍جون ۲۰۰۴ء = شمارہ ۲۶
☆ محترم عبدالعزیز بھامبڑی صاحب
از مکرمہ راضیہ سرفراز خان صاحبہ
☆ آسٹریلیا کے پہلے احمدی حضرت حسن موسیٰ خان صاحب از مکرم خالد سیف اللہ صاحب
☆ اعزازات: (مکرم کیپٹن ڈاکٹر عطاء الرحمٰن صاحب ساہیوال، مکرم ڈاکٹر سید بشارت احمد صاحب جرمنی)۔
☆ طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ کی بنیاد
☆ مکرم سلیم شاہجہانپوری صاحب کی نظم سے انتخاب
"چاک داماں سیے نہیں ہوتے"
☆ مکرم عبدالمنان ناہید صاحب کی نظم سے انتخاب
"شہر ہے اِک درد کا منظر ترے جانے کے بعد"
۲؍جولائی ۲۰۰۴ء = شمارہ ۲۷
☆ سیرۃ حضرت مسیح موعودؑ از روایات حضرت مصلح موعودؓ (مرتبہ مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب)
☆ بعض بزرگ علماء کی وفات (محترم شیخ محبوب عالم خالد صاحب، محترم محمد سعید انصاری صاحب، محترم سمیع اللہ قمر صاحب، محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب)
☆ مکرم مہدی علی چودھری صاحب کی نعت
"چاند ہے گویا ترے نُور کا مظہر جاناں"
☆ مکرمہ امۃ الرشید بدر صاحبہ کی نظم سے انتخاب
"یہ مہر و ماہ اس کے ستارے اسی کے ہیں"
۹؍جولائی ۲۰۰۴ء = شمارہ ۲۸
☆ جماعت احمدیہ بینن کی ترقیات
از مکرم مرزا انوار الحق صاحب
☆ مکرم شاہ عالم صاحب شہید
از مکرم محمد امداد الرحمٰن صدیقی صاحب
☆ مکرمہ رابعہ بشریٰ صاحبہ کی غزل سے انتخاب
"یہ اک حقیقت ہے زندگی میں جو تُو نہیں ہے تو......"
۱۶؍جولائی ۲۰۰۴ء = شمارہ ۲۹
☆ حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب
از مکرم خواجہ عبدالغفار ڈار صاحب
☆ برصغیر کے چند نوبیل انعام یافتگان از مکرم خواجہ عاصم منظور صاحب (رابندرناتھ ٹیگور، سر چندر شیکھر وینکٹارمن، ڈاکٹر ہربندر کھورنا، ڈاکٹر سبرامینن چندر شیکھر، ڈاکٹر عبدالسلام، دلائی لامہ چہارم)
☆ محترمہ شوکت رحیم صاحبہ از مکرمہ لبنیٰ سعید صاحبہ
☆ مکرمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ کی نظم سے انتخاب
"اِک مختصر حیات تھی کردی تھی ایک دن"
۲۳؍جولائی ۲۰۰۴ء = شمارہ ۳۰
☆ محترم نواب عباس احمد خان صاحب
از مکرم محمد رمضان صاحب
☆ جرمنی کا صوبہ بائرن از مکرم قمرالدین مبشر صاحب
☆ مکرمہ طلعت صدیقی صاحبہ کی ایک نظم سے انتخاب
"کہیں آرزوئے سفر نہیں کہیں منزلوں کی خبر نہیں"
۳۰؍جولائی ۲۰۰۴ء - شمارہ ۳۱، ۳۲
☆ ۱۹۰۴ء...... تاریخ کے آئینہ میں
از مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب
☆ مکرمہ ارشاد عرشی صاحبہ کی نظم سے انتخاب
"ہم ہیں مریض عشق، دوا ہے تمہارے پاس"
☆ محترم سید میر مسعود احمد صاحب
از مکرم عبدالرؤف خان صاحب
۱۳؍اگست ۲۰۰۴ء = شمارہ ۳۳
☆ ہدایت کیلئے اصحاب احمدؑ کی دعائیں (حضرت جان محمد صاحبؓ، حضرت مرزا رسول بیگ صاحبؓ، حضرت مولوی فضل الٰہی صاحبؓ، حضرت بابو فقیر علی صاحبؓ، حضرت چودھری فضل محمد صاحبؓ ہرسیاں والے، حضرت پیر محمد عبداللہ صاحبؓ) از مکرم عطاء الوحید باجوہ صاحب
☆ اصحاب احمدؑ کی شفاء سے متعلق قبولیت دعا (حضرت مصلح موعودؓ، حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ، حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ، حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ) از مکرم عطاء الوحید باجوہ صاحب
☆ مکرم چودھری عبدالقیوم صاحب از مکرم مرزا لطیف احمد صاحب
☆ حضرت مولانا مصلح الدین احمد راجیکی صاحب کی ایک نظم سے انتخاب
"دل میں درد، درد میں آنسو ہیں پیار کے"
☆ مکرمہ امۃ الرشید بدر صاحبہ کی نظم سے انتخاب
"ہر رنگ ترا رنگ تھا ہر حسن ترا حسن"
۲۰؍اگست ۲۰۰۴ء = شمارہ ۳۴
☆ محترم مولانا محمد سعید صاحب انصاری
از مکرم میر انجم پرویز صاحب
☆ زوآلوجسٹ آف دی ایئر ۲۰۰۲ء
مکرم پروفیسر محمد شریف خانصاحب
☆ مکرم حمید المحامد حامد صاحب کی نظم سے انتخاب
"الٰہی رنگ سے رنگین ہے ہر قدرتِ ثانی"
۲۷؍اگست ۲۰۰۴ء = شمارہ ۳۵
☆ محترم شیخ محبوب عالم خالد صاحب
از مکرم ناصر احمد خالد صاحب
☆ محترم سید محمد شاہ سیفی صاحب
از مکرم ڈاکٹر سید بشارت احمد شاہ صاحب
☆ اعزاز: (مکرمہ مریم صدیقہ صاحبہ)
☆ مکرم سلیم شاہجہانپوری صاحب کی نظم "ہدیۂ تشکر"
"نگاہِ لطف و کرم کا فقط کرشمہ ہے"
۳؍ستمبر ۲۰۰۴ء = شمارہ ۳۶
☆ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت ایک شفیق باپ
از مکرم حافظ مظفر احمد صاحب
☆ حضرت مہر حامد علی صاحبؓ اور حضرت مہر قطب الدین صاحبؓ از مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب
☆ مکرمہ امۃ الرشید شوکت صاحبہ
از مکرمہ امۃ اللطیف زیروی صاحبہ
☆ مکرم عبدالسلام اسلام صاحب کی نظم سے انتخاب
"آیا مرا مسیح تو کیا لایا انقلاب"
☆ محترمہ امۃ القدوس صاحبہ کی غزل سے انتخاب
"انا کو مارنے کا جب ارادہ کر لیا مَیں نے"
۱۰؍ستمبر ۲۰۰۴ء = شمارہ ۳۷
☆ جزائر کی سرزمین، انڈونیشیا
از مکرم سید قمر سلیمان احمد صاحب
☆ محترم قاضی عبدالسلام بھٹی صاحب
از مکرمہ ثریا قادر صاحبہ
☆ مکرم عبدالکریم خالد صاحب کی نظم "جذب شوق"
"شب الم گزار کر سحر کی ہم اماں میں ہیں"
۱۷؍ستمبر ۲۰۰۴ء = شمارہ ۳۸
☆ بزرگوں کی یادیں (حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوریؓ، حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوریؓ، حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکیؓ، حضرت مولوی محمد حسین صاحبؓ، حضرت ڈاکٹر ظفر حسن صاحبؓ، محترم میاں عبدالحق رامہ صاحب)
از مکرم ملک منور احمد عارف صاحب جہلمی
☆ مکرم پروفیسر عبدالرشید غنی صاحب کی وفات
☆ بیلارس از مکرم محمود احمد اشرف صاحب
☆ مکرم رشید قیصرانی صاحب کی نظم سے انتخاب
"رنگوں میں ہے رنگت تیری حرف کے چہرے......"
۲۴؍ستمبر ۲۰۰۴ء = شمارہ ۳۹
☆ حضرت چودھری نور احمد چیمہ صاحبؓ
از مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب
☆ مکرم چودھری عبدالرحمٰن صاحب (سی اے رحمٰن) ایڈووکیٹ از مکرم عبدالقدیر قمر صاحب
☆ مکرم مولانا محمد حفیظ صاحب بقاپوری
از مکرمہ امۃ الباری قمر صاحبہ
☆ سقراط از مکرم طیب احمد طاہر صاحب
☆ مکرم شاہد منصور صاحب کی نظم سے انتخاب
"دل تھے ظلمت سے رنجور"
یکم اکتوبر ۲۰۰۴ء = شمارہ ۴۰
☆ اصحاب احمد کی انقلاب انگیز نمازیں
از مکرم عبدالسمیع خانصاحب
☆ مکرم اعظم نوید صاحب کی نظم سے انتخاب
"خلافت ہے نعمت، خلافت انعام"
۸؍اکتوبر ۲۰۰۴ء = شمارہ ۴۱
☆ مکرم چودھری فضل احمد صاحب ایڈووکیٹ
از مکرم ریاض محمود باجوہ صاحب
☆ سر پیٹر مینس فیلڈ از مکرم رشید احمد چودھری صاحب
☆ نپولین بوناپارٹ از مکرمہ وحیدہ شاہین صاحبہ
☆ سعد اللہ خان از مکرم میر احمد محمود طاہر صاحب
☆ مکرم عبدالسلام اختر صاحب کی نظم سے انتخاب
"رات جب اپنے خیالوں میں مَیں تنہا نکلا"
۱۵؍اکتوبر ۲۰۰۴ء = شمارہ ۴۲
☆ سیرت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
از حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ
☆ حضرت ڈاکٹر عطر الدین صاحبؓ
از مکرم سہیل احمد ثاقب بسرا صاحب
☆ مکرم سردار فیروز الدین امرتسری صاحب
از مکرم ڈاکٹر سعید احمد صاحب
☆ اعزاز (مکرم ارسلان یوسف صاحب، مکرمہ صدف بشارت صاحبہ، مکرم وقار حمید صاحب، مکرم ڈاکٹر احمد ناصر الدین زکریا صاحب)
☆ مکرم خالد ہدایت بھٹی صاحب کی نظم سے انتخاب
"کانٹوں کے درمیاں ہی تو کھلتے ہیں سب گلاب"
۲۲؍اکتوبر ۲۰۰۴ء = شمارہ ۴۳
☆ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام عبودیت
از مکرم محمد یوسف انور صاحب
☆ حضرت چودھری محمد علی پٹواری صاحبؓ
از مکرم ریاض محمود باجوہ صاحب
☆ مکرم ثاقب زیروی صاحب کی نظم سے انتخاب
"فلک گیر ہے اب صدائے خلافت"
۲۹؍اکتوبر ۲۰۰۴ء = شمارہ ۴۴
☆ حضرت مسیح موعودؑ کا حلم از مکرم مظفر شہزاد صاحب
☆ کانٹیکٹ لینز از مکرمہ عنبر ثناء صاحبہ
☆ عمر خیام از مکرمہ مقصودہ پروین صاحبہ
☆ مکرم یعقوب امجد صاحب کی نظم سے انتخاب
"یہ فیضِ نبوت کی برکت ہے ساری"
۵؍نومبر ۲۰۰۴ء = شمارہ ۴۵
☆ اصحاب احمدؑ کی مشکلات سے نجات کی دعائیں (حضرت اماں جانؓ، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ، حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ، حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحب، حضرت محمد ابراہیم بقاپوری صاحب، حضرت مولوی رحمت علی صاحبؓ، حضرت مولوی ابوالمبارک محمد عبداللہ صاحبؓ، حضرت شیخ فضل احمد صاحب بٹالویؓ) از مکرم عطاء الوحید باجوہ صاحب
۱۲؍نومبر ۲۰۰۴ء = شمارہ ۴۶
☆ امّ المومنین ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا
از مکرم مولوی بشارت احمد صاحب بشارت
☆ کموڈور رحمت اللہ باجوہ صاحب
از مکرم مظہر اقبال صاحب
☆ "بدایۃ المجتہد" از محمد بن احمد...... بن رشد کا تعارف
☆ مکرم ارشاد احمد شکیب صاحب کی نظم سے انتخاب
"ضائع ہم آپؐ کا پیغام نہ ہونے دیں گے"
۱۹؍نومبر ۲۰۰۴ء = شمارہ ۴۷
☆ حضرت مرزا مظفر احمد صاحب
از مکرم ڈاکٹر کریم اللہ زیروی صاحب
☆ طیارہ بردار بحری بیڑہ از پروفیسر طاہر احمد نسیم صاحب
☆ مکرم چودھری عبدالغفور صاحب کی وفات
☆ مکرم عبدالمنان ناہید صاحب کی بہشتی مقبرہ کے بارہ میں نظم سے انتخاب
"مسیحِ وقت کے انصار چاند کے ہالے"
۲۶؍نومبر ۲۰۰۴ء = شمارہ ۴۸
☆ حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی وفات
☆ مکرم شاہد احمد پرویز صاحب طالبعلم جامعہ ربوہ کی وفات
☆ بال، ہاتھ اور دل کے عجائبات
از مکرم پروفیسر طاہر احمد نسیم صاحب
☆ مکرم رشید قیصرانی صاحب کی نظم سے انتخاب
"مَیں کس طرح جاناں، ترے دربار میں بولوں"
۳؍دسمبر ۲۰۰۴ء = شمارہ ۴۹
☆ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمنوں سے حسن سلوک
از مکرم ڈاکٹر محمد عامر خانصاحب
☆ جدید عراق کے حکمران (شاہ فیصل اوّل سے صدام حسین تک)
☆ مکرم ضیاء اللہ مبشر صاحب کی ایک نظم سے انتخاب
"خانۂ دل میں روشن روشن ہے اس کی تصویر"
☆ مکرم مرزا الیاس احمد وقار صاحب کی نظم سے انتخاب
"تم نے کہا تھا آن ملیں گے دیر ہے کل یا برسوں کی"
۱۰؍دسمبر ۲۰۰۴ء = شمارہ ۵۰
☆ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی قبولیت دعا از مکرم چودھری نصیر احمد صاحب + مکرم حامد حسین صاحب
☆ منکرین خلافت (مکرم مولوی محمد علی صاحب اور مکرم خواجہ کمال الدین صاحب) کے سابقہ بیانات
☆ مکرم مبارک احمد عابد صاحب کے کلام سے انتخاب
"پیاسوں کو جو پانی سے ہے سانسوں کو ہوا سے"
۱۷؍دسمبر ۲۰۰۴ء = شمارہ ۵۱
☆ حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ
از مکرم بشیر احمد رفیق صاحب
☆ مکرم نصر اللہ خان ملہی صاحب
☆ مکرم رشید قیصرانی صاحب کی نظم سے انتخاب
"مرا معتبر حوالہ کوئی ہے تو بس یہی ہے"
۲۴؍دسمبر ۲۰۰۴ء = شمارہ ۵۲
☆ حضرت منشی عبداللہ سنوری صاحبؓ
از مکرم چودھری محمد ابراہیم صاحب
۳۱؍دسمبر ۲۰۰۴ء = شمارہ ۵۳
☆ ۲۰۰۴ء کے دوران "الفضل ڈائجسٹ" کی زینت بننے والے مضامین کا مکمل انڈیکس

Al Fazl International Weekly,

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 11 | Friday December 31 , 2004 | Issue No. 53

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

دنیائے اسلام فتنہ دجّال کے آہنی شکنجہ میں

کچھ عرصہ قبل کی بات ہے کہ مرکزی جمعیت اہلحدیث کے قائم مقام ناظم اعلیٰ علاّمہ عبدالعزیز حنیف صاحب نے اسلام آباد میں ایک جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

''آج کا سب سے بڑا دجّالی فتنہ مسلمانان عالم کے خلاف سازشوں میں ملوّث ہے۔جس کی وجہ سے دنیا بھر کے مسلمان ظلم وستم کی چکی میں پس رہے ہیں۔''

(روزنامہ جنگ 29جون 2002ء)

ازاں بعد مرکزی تنظیم اسلامی لاہور کے نائب ناظم حافظ عاکف سعید صاحب نے ''فتنہ دجّال کی حقیقت'' کے موضوع پر20 فروری2004ء کو مفصل خطبہ جمعہ دیا کہ: ''سورۂ بنی اسرائیل اور سورۂ کہف جڑواں سورتیں ہیں دونوں سورتیں قرآن حکیم کے بالکل وسط میں ہیں اور حکمت قرآن حکیم کا عظیم خزانہ ہیں۔سورۂ کہف کی ابتدائی چند آیات کا ہم پچھلے جمعہ مطالعہ کر چکے ہیں۔آج سورۂ کہف کے حوالے سے مزید چند ابتدائی باتیں ذہن نشین کریں گے۔احادیث میں آتا ہے کہ جو سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیات حفظ کرلے وہ دجّالی فتنے کے اثرات سے محفوظ رہے گا۔ بعض روایات میں آخری دس آیات کا تذکرہ ہے۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ دجّالی فتنہ ہے کیا؟ احادیث میں دجّالی فتنے کے جو خدّ و خال ملتے ہیں،ان کے ذریعہ ہم دجّالی فتنے کی حقیقت اوراس کا سورۂ کہف کے مضامین سے تعلق سمجھ سکتے ہیں۔دراصل دجّال ایک شخصیت کا نام بھی ہے جو قیامت سے قبل ظاہر ہوگا ،لیکن ایک دجّالی فتنہ ہے جس کی کچھ علامات ہیں جو احادیث میں بیان ہوئی ہیں۔مثلاً دجّال کی ایک خصوصیت تیز رفتاری بھی ہے کہ پورے کرّۂ ارض کا چکر وہ چالیس دنوں میں مکمل کرلے گا،اس کی سواری کا ایک قدم اتنا بڑا ہوگا جتنا فاصلہ مدینہ اور شام کا ہے۔ موجودہ دور میں ہوائی جہاز نے جس طرح فاصلوں کو معدوم کردیا ہے،اس سے تیز رفتاری کا معاملہ بآسانی سمجھ میں آجاتا ہے۔اس کے علاوہ دجّال کے بارے میں آتا ہے کہ اس کی آواز مشرق ومغرب کے لوگ بیک وقت سن سکیں گے ریڈیو،ٹی وی کی ایجاد سے یہ بات آج بالکل ممکن دکھائی دیتی ہے۔جیسے واشنگٹن میں ہونے والی صدر بش کی تقریر کو پوری دنیا میں،قریہ قریہ لوگ سنتے ہیں۔اسی طرح مسیح الدجال کو بہت سے امراض کے علاج کی قدرت بھی حاصل ہوگی۔آج کی دنیا میں اگر ہم اپنے الفاظ میں کہیں تو گویا میڈیکل کے شعبے میں اُسے خوب کمال حاصل ہوگا، یہاں تک کہ وہ ایک شخص کو چیرے گا اور پھر اس کے دونوں حصوں کو جوڑ دے گا۔آج کے دور میں کٹے ہوئے اعضاء کو سرجری کے ذریعے جوڑا جارہا ہے۔پھر یہ کہ مظاہر فطرت پر اسے زبردست قدرت حاصل ہوگی، وہ آسمان کو حکم دے گا اور وہ بارش برسائے گا، زمین کو حکم دے گا تو وہ نباتات اگائے گی۔ایک ہے اللہ کا بارشوں اور زراعت کا فطری نظام۔لیکن آج کے دور میں سائنسی ترقی یہاں تک پہنچی ہے کہ بادلوں پر سپرے کر کے بارش برسائی جاسکتی ہے،جبکہ مصنوعی ماحول پیدا کر کے صحراء میں بے موسمی فصلیں اور سبزہ اگایا جارہا ہے۔اسی طریقے سے دجّال معدنی ذخائر کو بھی دریافت کرلے گا۔آج جیالوجی کے علم نے اتنی ترقی کر لی ہے کہ ایک ایک انچ کے بارے میں ماہرین ارضیات بتاسکتے ہیں کہ یہاں کون کون سی معدنیات اور ذخائر موجود ہیں۔احادیث کی رو سے ان پر اسے کنٹرول حاصل ہوگا۔بہرحال یہ تو وہ معاملات ہیں جنہیں دور صحابہؓ میں دجّال کے معجزات یا شعبدہ بازیاں سمجھا جاتا تھا لیکن آج سائنسی ترقی نے ان معاملات کی حقیقت کو کھول کر رکھ دیا ہے۔سائنسی ترقی کے بارے میں یہ حقیقت پیش نظر رہے کہ قوانین فطرت کو انسان نے ایجاد نہیں کیا،یعنی اسے مظاہر فطرت پر کنٹرول حاصل نہیں ہوگیا ہے، بلکہ انہیں دریافت کیا ہے،بس سائنسی ترقی یہیں تک ہے۔

اس کے علاوہ احادیث میں ہے کہ دجّال کی پیشانی پر''ک ف ر''یعنی کفر لکھا ہوگا۔ہر صاحب ایمان شخص اس کو پڑھ لے گا خواہ وہ پڑھنا لکھنا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔اس سے مراد یہ ہے کہ جب دور آئے گا اوران صفات پر مشتمل جو تہذیب ہوگی اس پر کفر کی اتنی واضح چھاپ ہوگی کہ ہر صاحب ایمان جان لے گا کہ یہ ملحدانہ تہذیب ہے اور اللہ سے نفرت اس کی جڑوں میں رچی بسی ہے۔ان شعبدہ بازیوں کے ساتھ یہ شے ہوگی جو اسے فتنہ بنادے گی۔اب ان چیزوں کا موجودہ تہذیب سے موازنہ کر لیجئے،معلوم ہوگا کہ یہ تہذیب اللہ کی حاکمیت کے مقابلے میں طاغوت بن کر کھڑی ہے۔ان کا دعویٰ یہ ہے کہ ہم نہیں جانتے اللہ کا کیا حکم ہے،نظام ہمارا چلے گا،نیو ورلڈ آرڈر ہمارا ہوگا،ہم جس چیز کو چاہے حرام کریں، جسے چاہے حلال کریں،ہمیں کسی آسمانی رہنمائی کی ضرورت نہیں ہے۔یہ چیز ہر مومن پہچانتا ہے چاہے وہ پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ کہ اس تہذیب پر کفر کی چھاپ ہے۔

دجال کے بارے میں ایک اور حدیث میں ہے

''جب دجّال نکلے گا تو اس کے ساتھ ٹھنڈا پانی بھی ہوگا اور آگ بھی، جس چیز کو لوگ آگ سمجھیں گے،اصل میں ٹھنڈا پانی وہ ہوگا۔اور لوگ جس چیز کو نگاہوں سے دیکھ کر سمجھیں گے کہ ٹھنڈا پانی ہے،وہ درحقیقت آگ ہوگی۔''

یہ ہے دجل،جس کا مطلب ہے فریب،دھوکا۔دجالی تہذیب کیا ہے؟ دھوکا ہے،فریب ہے۔اس تہذیب کا فریب یہ ہے کہ انسان کی نگاہیں ظواہر میں اُلجھ کر رہ جائیں گی،ان سے پیچھے وہ اصل حقیقت تک نہیں پہنچ پائے گا۔یعنی ظاہری چیزیں اس کی نگاہیں اس طرح خیرہ کر دیں گی کہ اسباب سے آگے بڑھ کر مسبب الاسباب تک نظر پہنچنا دشوار بنا دیا جائے گا۔اس دور میں جو چیز ظاہراً رحمت نظر آئے گی وہ اصلاً عذاب ہوگا، اور جو بظاہر عذاب ہوگا اس میں حقیقی آسانی ہوگی۔اسی معنی میں یہ دجل ہے۔جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

''دنیا کی زندگی دھوکے کا سامان ہی تو ہے۔''

(ندائے خلافت ۔10مارچ 2004ء صفحہ 5)

حضرت مہدی الزمان علیہ السلام کے نظریۂ دجّال کی عالمی فتح

مکفرین احمدیت کے جلسوں اور مسجدوں سے بلند ہونے والی یہ آواز حضرت مہدی الزمان کے نظریہ دجال کی عالمی فتح کا چمکتا ہوا نشان ہے۔وجہ یہ ہے کہ دعویٰ نبوت کی ابتدائی تین کتابوں یعنی فتح اسلام، توضیح مرام اور ازالہ اوہام میں حضور نے مسلم دنیا کو جناب الٰہی کے القاء سے پہلی بار دجّال اور یاجوج ماجوج کی حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہوئے بتایا کہ ان میں استعماری طاقتوں،ان کی سائنسی ترقی نیز پادریوں کے دجل وفریب سے پولوسی مذہب کی وسیع اشاعت کی پیشگوئی ہے جو حیرت انگیز طور پر منصۂ شہود پر آچکی ہے اور اس دجالی اور یاجوجی ماجوجی فتنہ کو دلائل، دعا اور نشانوں سے شکست دینے کے لئے مجھے 'مسیح ابن مریم' بنا کر بھیجا گیا ہے۔

برٹش انڈیا کے ملک بھر کے علماء نے انہی خیالات کی بناء پر حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف فتویٰ دیا جو اہلحدیث حضرات نے دوبارہ شائع کردیا ہے۔چنانچہ مکفر اول مولوی محمد حسین بٹالوی نے تکفیر کے وجوہ کی نشان دہی کرتے ہوئے یہ بھی خاص طمطراق سے لکھا کہ مرزا صاحب کے نزدیک ''دجّال سے دنیا پرست ایک چشم جو دین کی آنکھیں نہیں رکھتے مراد ہیں۔اور ان کے قتل سے ان کا حجت و دلیل سے مغلوب کرنا جو آپ کررہے ہیں۔یا دجّال سے بااقبال قومیں (یعنی انگریز وغیرہ) مراد ہیں اور اس کے گدھے سے ریل گاڑی مراد ہے۔سو ان لوگوں کو آپ دلائل سے مغلوب کررہے ہیں۔

اور صلیب توڑنے سے اعتقاد صلیبی کو پاش پاش کرنا مراد ہے جو آپ کررہے ہیں اور ان کے قتل سے ان کا مغلوب کرنا جو آپ کررہے ہیں نہ ہاتھ یا ہتھوڑا سے صلیب کو توڑنا۔اور خنازیر سے خنزیر صفت انسان مراد ہیں اور ان کے قتل سے انکا مغلوب کرنا جو آپ کر رہے ہیں۔نہ ظاہری خنزیروں کا جنگلوں میں شکار کرتے پھرنا جو کسی نبی کی شان نہیں ہے۔

اور مال کے بہت ہوجانے اور کسی کے اس مال کو قبول نہ کرنے سے یہ مراد ہے جو آپ سے ہورہا ہے کہ آپ مخالفین اسلام کو مقابلہ اسلام پر اشتہار کے ذریعہ سے روپیہ دینے کا وعدہ کررہے ہیں اور کوئی شخص وہ روپیہ نہیں لیتا۔اور نہ اس کا مقابلہ کرتا ہے یہی مقابلہ سے عاجز آنا کفّار کی موت ہے جو آنے والے مسیح کے خوشبو کے لئے لازمی صفت ٹھہرائی گئی ہے اور وہ آپ (مرزا) میں موجود ہے۔اور یاجوج ماجوج سے انگریز اور روس مراد ہیں جو آپ کے وقت میں موجود ہیں۔ اور آنے والے مسیح کی بعض صفات ایسے بیان ہوئے ہیں کہ وہ حضرت مسیح بن مریم اسرائیلی نبی میں پائی نہیں جاتیں۔وہ صرف آپ ہی میں متحقق ہیں جس سے یقین ہوتا ہے کہ وہ آنے والے مسیح آپ ہیں نہ عیسیٰ ابن مریم اسرائیلی نبی۔مثلاً اس کا گندم رنگ ہونا اور اس کے بالوں کا سیدھا ہونا جو آپ ہی میں پایا جاتا ہے کیونکہ حضرت مسیح بن مریم تو سرخ رنگ تھے اور ان کے گھونگر والے بال تھے۔''(رسالہ اشاعة السنّہ جلد 13 مطبوعہ اسلامیہ پریس لاہور صفحہ 120تا 123)

احمدیت مخالف مُلاّؤں کی برٹش انڈیا کی انگریز حکومت کی دہلیز پر ناصیہ فرمائی

مکفرین احمدیت کو انگریزی حکومت کے اونچے سرکاری حلقوں تک رسائی تھی اور ان کے پراپیگنڈہ

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت،شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے،انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑادے۔